ماہنامہ

انٹرنیشنل

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۸۱ | قیمت پندرہ روپے | اپریل ۲۰۰۹ء



جامع مسجد چقچن، خپلو

آئینِ جوانمردی حق گوئی و بے باکی

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اُمیدوں کا مرکز

اہل صوفیہ نوربخشیہ کے خوابوں کی تعبیر اور نظریاتی دفاع کی اُمیدوں کا مرکز

مدرسۂ شاہ ہمدان سکردو کے ساتھ تعاون کی اپیل

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کی نظر کرم اور تمام اہل نوربخشیہ کے تعاون کے بدولت مدرسۂ شاہ ہمدان سکردو (رجسٹرڈ) عرصہ نو سال سے بطریق احسن قوم کے نونہالوں کو معیاری دینی تعلیم اور مروجہ تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے میں دن رات کوشاں ہے۔ اور اب تک کافی تعداد میں طلباء فارغ التحصیل ہو کر اپنے اپنے علاقوں میں ملک وملت کے لئے خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں۔ اس وقت بلتستان کے طول وعرض میں سے 85 طلباء زیر تعلیم ہیں جن کو قیام، طعام، خوراک وپوشاک اور تمام تعلیمی اخراجات اور طبی سہولت بھی میسر ہیں۔ مزید برآں پانچ اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کرام اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ان طلباء کو قرآن وحدیث، فقہ، اصول منطق اور خالص نوربخشی تعلیم وتربیت دینے میں مصروف ہیں۔ اس کے علاوہ محلہ کے نوربخشی بچوں کی ایک کثیر تعداد کو ناظرہ، قرآن مجید دعوات صوفیہ، فقہ اور صوم وصلوٰۃ کی تربیت دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اہل نوربخشیہ کی تعاون کے بدولت مدرسۂ شاہ ہمدانؒ کی دو منزلہ نئی عمارت جس میں طلباء کے لئے ہاسٹل، کلاس رومز، لائبریری، دفتر اور کانفرنس ہال پر مشتمل ہے۔ موجودہ اور آنے والی نسلوں کے لئے یہ عظیم دینی درسگاہ اغیار کے نظریاتی یلغار کو روکنے کا واحد دفاعی قلعہ ہے۔ جسے ہر حال میں مستحکم رکھنا پوری ملت نوربخشیہ کی ذمہ داری ہے۔ مدرسہ کی انتظامیہ تمام اہل نوربخشیہ کی تعاون کے بغیر اس عظیم ذمہ داری کو احسن طریقے سے انجام نہیں دے سکتی۔ یاد رہے! ماضی میں زوال کے اسباب اغیار کی پیروی ٹھہرے ہیں۔ اس تلخ تجربہ کے بعد احیاء تصوف کے لئے تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ کی کوشش جرأت مندانہ رہی ہے۔ قوم سے اُمید کی جاتی ہے کہ وہ ہر قدم پر اس جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔ آخر میں تمام اہل نوربخشیہ چاہے وہ دُنیا کے کسی بھی حصہ میں مقیم ہوں ان سے گذارش ہے کہ وہ اس دینی قلعہ کے استحکام کے لئے حسب توفیق مالی، قولی اور قلمی تعاون کو جاری رکھیں۔ مالی امداد نقدی، غلہ، آٹا، سبزی، مویشی وغیرہ کی صورتوں میں دی جاسکتی ہے۔ اس سلسلے میں ہر علاقہ کے لوگ شہر ہو یا گاؤں ہو، اپنی اپنی بساط کے مطابق جمع کر کے نمائندہ کی وساطت سے مدرسہ کی انتظامیہ تک پہنچادیں یا مطلع فرمائیں۔

تعاون کا طلبگار

انتظامیہ مدرسۂ شاہ ہمدانؒ (رجسٹرڈ)

سیٹلائٹ ٹاؤن، سکردو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۸۱ ﴿قیمت پندرہ روپے﴾ اپریل ۲۰۰۴ء

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم، مدیر: علامہ محمد بشیر، آرگنائزرز: غلام مہدی تصوفی، بی اے معروفی، لیاقت علی خان

خط و کتاب کا پتہ: A-358 سیکٹر نمبر 1-G-6/1، اسلام آباد پاکستان

اکاؤنٹ نمبر UBL 17738 سیکریٹریٹ برانچ، اسلام آباد

فہرست مضامین

تذکرہ و تذکر	اداریہ	ابوالعرفان علامہ محمد بشیر
الکتاب	القرآن	مولانا عبدالحمید
فقہ	مجموعہ شریعت محمدیہ	ابوالعرفان علامہ محمد بشیر
سیر و سلوک	آئین جوانمردی	مجاہد حسین کاوش
نوربخشیات	رسالہ تکویحات	مولانا شکور علی انور
فکرِ فردا	مدارس کو فعال بنانے کی ضرورت	مولانا غلام حسن حسنو
نکات دانش	انجینئر ذاکر سے انٹرویو (۲)	غلام رسول ثاقب سرمیکی
خوشہ چینی	تاریخ کے جھروکوں سے	مولانا عبدالحلیم شبیری
نوآموز	رشحات قلم	نوآموز لکھاری
فقہی مسائل	آپ کے مسائل اور ان کا حل	ابوالعرفان علامہ محمد بشیر
اخبار التصوف	دنیائے تصوف کی خبریں	لیاقت علی خان
نامۂ سالک	قارئین کے خطوط	مولانا محمد انور تھلوی

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے انٹرگرافک پرنٹرز آئی نائن فور اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ A-358، 1-G-6/1 سے شائع کیا۔

Composed & Designed By: Mujahid Hussain Kawish

ادار یہ

تفکر و تذکر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اضداد کی ترکیب کے نتیجے میں وجود پذیر ہونے والی دُنیا میں لوگ مختلف قسم کی محبتوں کا شکار رہا کرتے ہیں۔ بعض لوگ حسن پرست ہوتے ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ دُنیائے محبت میں حُسن ہی کے دم سے ہر وقت اُجالا رہتا ہے۔ جہاں کہیں حُسن کا فقدان ہو وہاں پر کوئی رونق نظر آتی نہیں، حُسن کے گرد گھومنے والی یہ محبت تارِ عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہوتی ہے۔ حُسن کے خاتمے کے ساتھ ساتھ اُس کی محبت بھی اپنے منطقی انجام کو رسائی پا جاتی ہے۔ دُنیا کی ایک بڑی اکثریت اس ناپائیدار محبت میں گرفتار نظر آتی ہے۔ اس گرفتارِ محبت میں شامل بہت سے لوگوں کا تعلق عالمِ اسلام سے ہوتا ہے۔ بہت سے لوگوں کا تعلق غیر مسلم دُنیا سے ہوتا ہے۔ ہر حال میں حسن پرستی والی محبت کو کسی نظریئے سے کوئی لگاؤ نہیں ہوتا ہے۔ یہ محبت کبھی بڑھتے بڑھتے عشق کی سرحد کو چھو لیتی ہے اور عاشق صاحب معشوق کا فدائی ٹھہرتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ:

عشق شاہ دیکھے نہ گدا
جس کو چاہے اُس پر فدا

نظریئے سے محبت:

عقل کی دُنیا میں کسی نظریئے سے محبت رکھنے کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس محبت میں کسی رنگ و نسل کے امتیاز کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ کسی بھی نظریئے کا ہر محبت گزار اُس نظریئے کے تحفظ کی خاطر جان جوکھوں کا کام کرنے کے لئے ہمہ وقت مستعد نظر آتا ہے۔ ہماری بحث اسلامی نظریئے سے ہے۔ ہر سچا مسلمان اسلام کی سربلندی کا خواہاں رہتا ہے۔ اسلامی تعلیمات سے اُس کو بڑا گہرا لگاؤ رہتا ہے۔ اسلامی نظریئے سے کی جانے والی محبت دراصل حقیقی محبت ہے۔ اس محبت کی وجہ سے مخلوق کو اپنے خالقِ حقیقی کی امانت کی حفاظت کرنے میں بڑی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ حفظِ امانت کا بارِ گراں برداشت کرنے میں کامیابی سے آدمی، آدمی سے مسلمان، مسلمان سے مومن، مومن سے مومن کامل، مومن کامل سے مجاہد عامل، مجاہد عامل سے مکاشف صادق، مکاشف صادق سے مشاہد حاصل، مشاہد حاصل سے معاین واصل کی منزل کو چھو لیتا ہے۔ اس اعلیٰ منزل پہ رسائی پانے والے ہی حق بندگی ادا کرنے والے ہوتے ہیں۔ اہل ایمان اس منزل کو ہر وقت ترستے ہیں۔ اسلامی نظریئے سے محبت میں کامران رہنے کا قابلِ رشک نتیجہ یہی ہے۔

محبت کا معیار:

کسی شے یا کسی فرد سے محبت کا اسلامی معیار یہ نہیں کہ آدمی اُس شے کی صرف ذاتی مدح سرائی میں اپنی زندگی صرف کرتا رہے اور عملی میدان میں قدم رکھنا اُس کو گوارا نہ ہو بلکہ اسلامی معیار یہ ہے کہ آدمی جو محبت گزار کہلاتا ہے وہ اپنے محبوب کی عملی زندگی کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائے اور محبوب کی مانند عملی زندگی گزارنے والا محبِ عامل بن کے رہے۔

لہذا ہم اہلِ صوفیہ نوربخشیہ کے لئے ضروری ہے کہ ہم صوفیانہ اسلامی معاشرے کا فردِ کامل اور فردِ عامل بن کر نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتلائے ہوئے احکام یعنی شریعت محمدیہ سے لگاؤ رکھے اور شریعت محمدیہ کے عین مطابق عملی زندگی گزارے۔ گویا شریعت محمدیہ سے محبت رکھنا آقائے دوجہان سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنے کے عین مترادف ہے۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ گرامی ہے کہ

''اِنَّ لِیْ حِرْفَتَیْنِ مَنْ اَحَبَّھُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ اَلْفَقْرُ وَالْجِھَادُ یعنی اَلْاَکْبَرْ وَالْاَصْغَرْ۔''

یعنی میرے دوفنون ہیں جس نے ان دونوں سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے عداوت رکھی اُس نے مجھ سے عداوت رکھی۔ ایک فن فقر (حقیقی) ہے دوسرا جہاد ہے۔ اس سے مراد جہادِ اکبر اور جہادِ اصغر ہے۔

معلوم ہوا کہ شریعت محمدیہ کی صحیح معنوں میں پیروی ہی عین محبتِ رسولؐ ہے۔ زبان پر محبت محبت کی رَٹ لگانا اور عملی زندگی سے کوسوں دُور رہنے کا نام اسلام میں محبت کا معیار نہیں ہے۔ محبت کا اسلامی معیار اپنانے میں ہماری کامرانی مضمر ہے۔ محبت کا غیر اسلامی معیار اپنانے میں عاشق نامراد ہونا مضمر ہے۔ اس جمہوری تماشا کے دور میں ہر سُو محبت کا غیر اسلامی معیار اپنا جوبن دکھارہا ہے۔ بے عمل لوگ محبت کے اس غیر اسلامی معیار کو صرف اسلامی معیار ہی نہیں بلکہ جزوِ ایمان سمجھنے پر نازاں نظر آتے ہیں۔ حالانکہ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ اس قسم کا رجحان بڑھا کر اپنی معنوی خودکشی کو دعوت دے رہے ہیں۔

ارشاداتِ صوفیاء

آتش عشق

☆: حضرت شبلیؒ نے ایک دن ایک گیلی لکڑی جلتے دیکھی جس کے دوسرے سرے پر حسب معمول کچھ رطوبت ظاہر تھی۔ یہ دیکھتے ہی وفورِ جذب وجوش سے اُن پر سرمستی کا عالم طاری ہوگیا اور اپنے مریدوں سے مخاطب ہوکے فرمایا:

مدعیو! اگر یہ دعوا ہے کہ تمہارے دل آتش عشق سے لبریز ہیں اور تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو پھر تمہاری آنکھوں سے آنسو کیوں نہیں جاری ہوتے؟

☆: ابن مسروق نے فرمایا کہ ''معرفت کا درخت فکر کے پانی سے سینچا جاتا ہے۔ توبہ کا درخت ندامت سے سینچا جاتا ہے اور محبت کا درخت موافقت کا پاس رکھنے سے سیراب ہو۔''

اظہار تشکر

میں اپنے مخلص کرم فرماؤں کا از تہہ دل شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری علالت کے دوران مختلف نوعیت کے تعاون کیا۔ بعض افراد نے عطیہ خون دیا جبکہ بعض مخلصین نے مالی تعاون کیا۔ خصوصاً وہ مخلصین جو کویت میں مقیم ہیں اور نوجوانانِ نوربخشیہ یوتھ ونگ مقیم کراچی جنہوں نے مالی تعاون کیا اور دیگر نوربخشی مخلصین جنہوں نے دعاؤں میں یاد کیا۔ ان تمام کرم فرماؤں کا میں فرداً فرداً شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔ لہذا نوائے صوفیہ کی وساطت سے تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ربّ العزت ان سب کو آباد اور خوش رکھے۔ آمین

منجانب: محمد ابراہیم فیضی

الکتاب

القرآن

مولوی عبدالحمید

آیت نمبر ۳۷:

فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَالتَّوَّابُ الرَّحِيْمُ○

ترجمہ: پھر آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے (عاجزی ومعافی) کے چند کلمات سیکھ لئے پس اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی بے شک وہی بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

تشریح: جب آدم علیہ السلام اور حوا علیہما السلام بھولے سے غلطی کر بیٹھے تو اللہ نے انہیں روئے زمین پر اترنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آدم علیہ السلام مقام صفا پر اترے اور حضرت حوا مقام مروہ پر اتری۔

صفا اور مروہ کی وجہ تسمیہ:

خانہ کعبہ کے پس دو مقامات ہیں جنہیں صفا اور مروہ کہا جاتا ہے۔ حاجی صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں۔ یہ حج کے ارکان میں سے ہے۔ صفا اور مروہ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس پر آدم صفی اللہ جنت سے اُترے تھے اور مروہ کو مروہ اس لئے کہتے ہیں کہ مراۃ ایک عورت (حضرت حوا) اتری تھی۔

قرآن مجید نے ان دو مقامات کی اہمیت یوں بیان فرمائی ہے۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللهِ:

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔

نکتہ:

جس جگہ کو اللہ کے مقرب اور نیک بندوں سے نسبت ہو جائے یا جہاں اللہ کے نیک بندوں کا نزول ہو وہ اللہ کی نشانیوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

کلمات سے کیا مراد ہے:

ایک قول یہ ہے جب آدم وحوا سلام اللہ علیہما زمین پر اترے آدم علیہ السلام چالیس دن تک مسلسل سجدے میں پڑے روتے رہے۔ اتنا روتے کہ آنسوؤں کے دریا بہا دیئے۔ ان کے دردانگیز نالوں سے پتھروں کے دل پھٹ جاتے تھے۔ دن رات آہ وفغان سے کام تھا۔ ہر وقت بارگاہِ الٰہی میں اس رحمت کے لئے ملتجی رہتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ○

اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے، اس دُعا کے ساتھ آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔

ابن عباسؓ کا قول:

حضرت آدم علیہ السلام اور حوا سلام اللہ علیہا نے ندامۃً چالیس روز تک کھانا پینا بند رکھا۔ سو سال تک ایک دوسرے سے قربت نہ کی اور دو سو سال تک روتے رہے اور شیر بن خوشب سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام تین سو سال تک حیاءً اپنا سر اوپر نہ اُٹھایا۔ الغرض توبہ میں ندامت، گریہ وزاری، استغفار وتضرع اور دعا کی

کثرت محمود ہے۔

آدم کی توبہ نبی آخر الزمان کے توسل سے قبول ہوئی:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو چند کلمات سکھائے اس سلسلے میں دوسرا مشہور اور معتبر قول یہ ہے جسے تفسیر المیزان، تفسیر ضیاء القرآن، تفسیر منہاج القرآن اور دیگر بہت سے مفسرین نے طبرانی، حاکم، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت عمرؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں حضور نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے دعا کی اور رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ کے بعد اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَلِيْ خَطِيْئَتِيْ (اے اللہ میں تجھ سے حضرت محمد ﷺ کی عزت و مرتبت کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ میری خطا معاف فرما دیجئے چنانچہ آپ کی توبہ اور دعا قبول فرمائی گئی۔

مزید وضاحت:

تفسیر منہاج القرآن نے اس کی مزید وضاحت یوں کی ہے کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضرت آدم فکر توبہ میں تھے کہ اس عالم اضطراب میں آپ کو یاد آیا کہ میں نے اپنے پیدائش کے وقت عرش معلیٰ پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بارگاہ الٰہی میں جو مقام حضرت محمدؐ کو حاصل ہے کسی اور کو میسر نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے عرش پر اپنے نام کے ساتھ اُن کا اسم گرامی لکھا ہوا ہے۔ اس لئے حضرت آدم علیہ السلام نے رَبَّنَا ظَلَمْنَا۔۔۔ دعا کے ساتھ کلمات توسل کا اضافہ کر کے عرض کیا۔ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَلِيْ۔ اے اللہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے یعنی معافی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ ابن منذر کی روایت میں یہ کلمات درج ہیں اللھم انی اسئلك بجاہ محمد عبدك وكرامته عليك ان تغفرلی خطيئتی (اے اللہ میں تجھ سے تیرے محبوب بندے حضرت محمد کی عزت و مرتبت کے واسطے سے اور اس کی بزرگی کے وسیلے سے جو انہیں تیری بارگاہ میں حاصل ہے معافی چاہتا ہوں)۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی۔

(تفسیر منہاج القرآن ج اول ص۶۱)

نکتہ:

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ اور واسطہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنا سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے اور وہ وسیلہ قبولیت دعا کے لئے نہایت مبارک ہے۔

اگر نام محمد را نہ یاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

اس کے علاوہ حضرت محمدؐ کے وسیلے سے دعا کرنا بہت سے احادیث سے ثابت ہے۔ محدث ابن جوزی نے اپنی کتاب الوفا باحوال المصطفیٰ میں مولانا اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب میں امام صاوی نے اپنی تفسیر حاشیہ جلالین میں اسی وسیلے کا ذکر کیا ہے۔ تفسیر المیزان نے اس آیت کے ذیل میں توبہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔

۱۔ **اللہ کا توبہ:**

توبہ کا لغوی معنی ہے متوجہ ہونا۔ رجوع کرنا۔ جب توبہ کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اپنی رحمت، مغفرت اور عنایتوں کے ساتھ بندے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ جس کا قرآن میں ارشاد ہے۔ توبۃ من اللہ اور فتاب علیه انه هو التواب الرحیم۔

باقی صفحہ نمبر 23 پر ملاحظہ فرمائیں

الفقہ

مجموعۂ شریعت محمدیہ

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

81

گذشتہ سے پیوستہ

وكان وراء سجدتي السّهو سجدتان سجدة التلاوة وسجدة الشكر امّا سجدة التلاوة فسجدة واحدة ولها النية والتكبير ورفع اليدين معه والتسبيح والدعآء فيها والتكبير عندالرفع منها والسلام فهى واجبة فى صيغ الامر بالسجود دون الركوع كما فى سورة حم السجدة وفى سورة النجم وفى سورة العلق او مافى معنى الامر كما فى سورة الٓمٓ السجدة ومستحبة فى صيغ الاخبار من الساجدين كما فى سورة الاعراف وسورة الرعد وسورة النحل وسورة بنى اسرائيل وسورة مريم وفى موضعين من صورة الحج وسورة الفرقان وسورة النمل وسورة صٓ وسورة الانشقاق۔

ترجمہ: سہو کے دونوں سجدوں کے علاوہ دو اور سجدے ہیں۔

☆۔ سجدۂ تلاوت ☆۔ سجدۂ شکر

سجدۂ تلاوت صرف ایک سجدہ کا نام ہے۔ اُس میں ان اُمور کی بجا آوری کی جاتی ہے۔

۱۔ نیت کرنا ۲۔ تکبیر پڑھنا ۳۔ تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کا اٹھانا۔

۴۔ سجدہ میں تسبیح اور دعا کا پڑھنا۔

۵۔ سجدے سے سر اٹھاتے وقت تکبیر پڑھنا ۶۔ سلام پھیر دینا

سجدۂ تلاوت رکوع کے لئے نہیں بلکہ سجدہ کرنے کے لئے آئے ہوئے امر کے صیغوں کی تلاوت کی صورت میں واجب ہے، جیسا کہ سورۂ حمٓ السجدہ، سورۂ والنجم اور سورۂ علق میں ہیں۔ سجدۂ تلاوت تو اُن صیغوں کی تلاوت کی صورت میں بھی واجب ہے جو امر کے معنیٰ میں ہوں۔ جیسا کہ سورۂ الٓمٓ السجدہ میں ہے۔ سجدہ ریز ہونے والوں کے احوال بیان کرنے کے لئے آئے ہوئے صیغوں کی تلاوت کی صورت میں سجدۂ تلاوت سنت ہے۔ جیسا کہ سورۂ اعراف، سورۂ رعد، سورۂ نحل، سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ مریم، سورۂ حج کے دو مقامات، سورۂ فرقان، سورۂ نمل، سورۂ صٓ اور سورۂ انشقاق میں ہیں۔

وضاحت:

مذکورہ عبارتوں میں سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر کے بارے میں احکام کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اور سجدۂ تلاوت کے سلسلے میں یوں وضاحت کی گئی ہے۔

۱۔ نوعیت سجدہ

۲۔ ہیئت اشتمال

۳۔ تقسیم سجدہ

۴۔ تفصیل وجوب

۵۔ تفصیل استحباب

تفصیل وضاحت

۱۔ **نوعیت سجدہ**: کا مطلب یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت سجدۂ نماز کی مانند ہے۔ فرق یہ ہے کہ سجدۂ نماز دو بار کیا جاتا ہے اور یہ سجدۂ تلاوت ایک بار کیا جاتا ہے۔

۲۔ **ہیئت اشتمال**: کا مطلب یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت کی بجا آوری چھ امور پر مشتمل ہے۔

۱۔ نیت کرنا ۲۔ تکبیر کہنا

۳۔ تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کا اٹھانا

۴۔ سجدے میں جا کر تسبیح اور دعا کا پڑھنا

۵۔ سجدے سے سر اٹھاتے وقت پھر تکبیر کہنا ۶۔ سلام پھیر دینا

پس نیت یوں کی جائے۔

واجب سجدہ کے لئے: اَسْجُدُ سَجْدَةَ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ لِوُجُوْبِهَا قُرْبَةً اِلَى اللهِ

مسنون سجدہ کے لئے: اَسْجُدُ سَجْدَةَ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ لِنُدُبِهَا قُرْبَةً اِلَى اللهِ

۳۔ **تقسیم سجدہ**: کا مطلب یہ ہے کہ تلاوت قرآن کی صورت میں جہاں جہاں سجدۂ تلاوت کیا جاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ واجب ۲۔ سنت

پس رکوع کے لئے نہیں بلکہ حکمِ سجدہ کے لئے آئے ہوئے امر کے صیغوں یا امر کے معنیٰ میں آئے ہوئے صیغوں کی تلاوت کرنے کی صورت میں سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے اور سجدہ ریز ہونے والوں کے احوال بیان کرنے کے لئے آئے ہوئے صیغوں کی تلاوت کرنے کی صورت میں سجدۂ تلاوت مسنون ہو جاتا ہے۔

۴۔ **تفصیل وجوب**: کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں واجب سجدے کا حکم چار مقامات پر ہے۔

(۱) پارہ نمبر۲۴ سورۂ حٰمٓ السجدہ آیت نمبر۳۸ "وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ۝" کی تلاوت پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔

(۲) پارہ نمبر۲۷ سورۂ نجم آیت نمبر۶۲ "فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۝" کی تلاوت پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔

(۳) پارہ نمبر۳۰ سورۂ علق آیت نمبر۱۹ "وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝" کی تلاوت کرنے کی صورت میں سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔

(۴) پارہ نمبر۲۱ سورۂ الٓمٓ السجدہ آیت نمبر۱۵ "وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝" کی تلاوت کرنے کی صورت میں سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔

۵۔ **تفصیل استحباب**: اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں مسنون سجدے کا حکم گیارہ مقامات پر ہے۔

(۱) پارہ نمبر۹ سورۂ اعراف آیت نمبر۲۰۶ "وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝" کی تلاوت کرنے کی صورت میں سجدہ مسنون ہو جاتا ہے۔

(۲) پارہ نمبر۱۳ سورہ رعد آیت نمبر۱۵ "وَظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝" کی تلاوت کرنے کی صورت میں سجدہ مسنون ہو جاتا ہے۔

(۳) پارہ نمبر۱۴ سورہ نحل آیت نمبر۵۰ "وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝" کی تلاوت کرنے کی صورت میں سجدہ مسنون ہو جاتا ہے۔

(۴) پارہ نمبر۱۵ سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر۱۰۹ "وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝" کی تلاوت کرنے کی صورت میں سجدہ مسنون

ہوجاتا ہے۔

(۵) پارہ نمبر۱۶ سورۂ مریم آیت نمبر۵۸ "خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا٥ کی تلاوت کرنے کی صورت میں سجدہ مسنون ہوجاتا ہے۔

(۶) پارہ نمبر۱۷ سورۂ حج آیت نمبر۱۸ "اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ٥" کی تلاوت کرنے کی صورت میں سجدہ مسنون ہوجاتا ہے۔

(۷) پارہ نمبر۱۷ سورۂ حج آیت نمبر۷۷ "وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ کی تلاوت کرنے کی صورت میں سجدہ مسنون ہوجاتا ہے۔

(۸) پارہ نمبر۱۹ سورۂ فرقان آیت نمبر۶۰ "وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا٥ کی تلاوت کرنے کی صورت میں سجدہ مسنون ہوجاتا ہے۔

(۹) پارہ نمبر۱۹ سورۂ نمل آیت نمبر۲۶ "اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ٥ کی تلاوت کرنے پر سجدہ مسنون ہوجاتا ہے۔

(۱۰) پارہ نمبر۲۳ سورۂ ص آیت نمبر۲۴ "وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ٥ کی تلاوت کرنے کی صورت میں سجدہ مسنون ہوجاتا ہے۔

(۱۱) پارہ نمبر۳۰ سورۂ انشقاق آیت نمبر۲۴ "وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ٥ کی تلاوت کرنے کی صورت میں سجدہ مسنون ہوجاتا ہے۔

ایک وضاحت:

خوب آگاہ رہے کہ سجدۂ تلاوت کے لئے قبلہ رُخ ہونا ضروری نہیں ہے۔ جس سمت کو تلاوت کرنے والے کا رخ ہو اسی سمت کا رُخ کر کے سجدہ ریز ہوجائے۔ قبلہ رُخ ہونے کی زحمت گوارا کرنے کی کوئی شرط نہیں ہے۔ اس کے علاوہ سجدہ تلاوت تلاوت کرنے والے قاری پر براہِ راست عائد ہوتا ہے۔ فرد سامع اگر سجدہ والی آیت کو خود بھی تلاوت کرنے والے کے ساتھ پڑھنے لگ جائے تو اس صورت میں سامع پر بھی براہِ راست سجدہ عائد ہوگا۔ خواہ واجب والا سجدہ ہو، خواہ مسنون سجدہ۔ تاہم سجدۂ تلاوت تلاوت کرنے والے کے حق میں زیادہ تاکیدی پہلو کا حامل ہوتا ہے اور نفسِ سامع کے حق میں تاکیدی پہلو قدرے کم ہے۔

غوث الاعظم امام محمد نور بخش قدس سرہٗ نے فرمایا

سیر سالک اور تجلیات حق

اے عزیز جان لو! سالک سب سے پہلے عالمِ ملک میں سیر کرتا ہے۔ اس میں پیش آنے والے اکثر واقعاتِ صوری اور آفاقی ہوتے ہیں۔ سالک جب اس مقام سے ترقی کرجاتا ہے اور اس کی روح عالمِ ملکوت میں سیر و پرواز کرنے لگتی ہے تو مختلف انوار سامنے آتے ہیں اور افعالِ خداوندی کے تجلیات سے مشرف ہوتا ہے جو اس نے عالمِ ملک میں پہلے نہیں دیکھا تھا۔ پھر وہ عالی ہمت ہمائی ہمایوں (سالک) اس مقام سے ترقی کرجاتا ہے اور عالمِ جبروت کی فضاؤں میں پرواز کرنے لگتا ہے جہاں وہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ ط اللہ کے اخلاق میں رنگ جاؤ، کی خلعت سے مشرف ہوجاتا ہے۔ اس مقام میں صفاتِ خداوندی کے تجلیات سے مشرف ہوتا ہے اور مختلف انوار ختم ہوکر ایک رنگ باقی رہتا ہے۔ سالک جب اس مقام سے ترقی کرجاتا ہے تو قلندہ انسانی کا عنقاء سالک عالمِ لاہوت میں باری تعالیٰ کی ذاتی تجلیات سے مشرف ہوتا ہے اور مقامِ فنا پاتا ہے اور عنقاء کی طرح اسم بلامسمّٰی بن جاتا ہے یہ کاملانِ مکمل کا سب سے آخری مقام ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

سیر وسلوک

آئینِ جوانمردی

مجاہد حسین کاوش

گذشتہ سے پیوستہ

اولوالعزم پیغمبروں کی جوانمردی:

انبیاء کرام کی سوانح حیات میں جوانمردی کے واقعات بہتات میں ملتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کا ساڑھے نوسو سال اذیتیں سہتے ہوئے ہر بار حوصلہ مندی اور استقامت کے ساتھ تبلیغ فرمانا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے گھر ہی میں پرورش پانا اور اس دوران اپنی ایمان بچا کر رکھنا اور پھر جب حکم خدا ہوتا ہے کہ موسیٰ اے میرے بندے! فرعون نے سرکشی کی ہے، اس سے مقابلے کے لئے جاؤ۔ اس پر بغیر لشکر کے صرف عصائے کلیمی اور ید بیضا لئے اس کے چار ہزار جادوگروں کو شکست دینا اور انہیں رب العالمین کے حضور جبین خاک آلود کرنا اور پھر چالیس برس مسلسل فرعونی طاقت سے پامردی کے ساتھ مقابلہ کرنا اور ہمت نہ ہارنا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا تن تنہا بغیر ہتھیار کے صرف گوپھن کے پتھر مار کے جالوت بمعہ اس کے لشکر کو تہس نہس کرنا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ساٹھ لاکھ سوار زرہ پوش نمرودی فوج کے سامنے اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کا اعلانیہ اقرار کرتے ہوئے اس کی دعویٰ خدائی کو جھٹلانا اور آتشکدۂ نمرود میں بے خطر کود پڑنا۔ یہ سب بے مثال اور لازوال جوانمردی کی مثالیں ہیں۔

قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم کے واقعہ کا تذکرہ بھی واضح الفاظ میں ہوا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جرأت مندی سے بتوں کو توڑ ڈالے تو ان کی قوم نے جو کہا، اس میں ابراہیم کو جوانمرد کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًی یَّذْکُرُھُمْ یُقَالُ لَہٗ اِبْرٰھِیْمُ (القرآن)۔ مشرکین آپس میں کہنے لگے ہم نے سنا ہے کہ ایک جوانمرد جس کا ذکر کیا جاتا ہے اور نام اس کا ابراہیم ہے۔ اب دیکھیں میدان فتوت کے سرور سروراں کی ذاتِ اقدس کی طرف کہ ایک طرف فرما رہے ہیں۔ مَا اُوْذِیَ نَبِیٌّ کَمَا اُوْذِیْتُ تو یہی وہ نبی برحق ہیں جس نے فرمایا تھا کہ چچا جان! بخدا اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند لا کر رکھ دیں تب بھی میں اپنے کام سے باز نہیں آؤں گا۔ خدا کی قسم! رسالت کا کام پایہ تکمیل کو پہنچے گا یا میں اسی کام میں جان قربان کردوں گا۔ آپؐ کے زمانے میں چھبیس جنگیں لڑی گئیں۔ ان میں سے کئی معرکوں میں آپ نے خود بنفس نفیس شرکت فرمائے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو خود شجاعت اور جوانمردی میں یکتائے زمانہ تھے۔ فرماتے ہیں کہ معرکوں میں آپ ہمیشہ سب سے آگے ہوتے اور جب گھمسان کا رن پڑتا تو ہمیں بھی آپؐ کے پہلو میں پناہ لینا پڑتا۔ غزوۂ بدر میں صحابہ بار بار آپ کی آڑ لیتے مگر آپ دشمن کے سب سے زیادہ قریب رہے۔ سخاوت و فیاضی بھی جوانمردی ہی کی پہچان ہے۔ صحابۂ کرام نے آپ کی سخاوت اور فیاضی کے لئے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ یہ ہیں۔

اَجْوَدُ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَۃِ

(چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی)

(سیرت طیبہ:۸۰)

فلاحی اداروں اور تحریک فتوت میں تفاوت:

اکیسویں صدی میں بھی اقوامِ عالم مل بیٹھ کے غربت اور خانہ جنگی کی بیخ کنی کیلئے کوئی لائحہ عمل طے نہیں کر سکی۔ یہ دونوں ایسے ناسور ہیں جو نسلِ آدم کو دیمک کی طرح بُری طرح سے چاٹ رہی ہے۔ تمام مسائلِ انسانی انہی دو بنیادی خرابیوں سے افزائش پاتے ہیں۔ کروڑوں انسان ایسے ہیں جنہیں فاقہ کشی کا سامنا ہے۔ کروڑوں انسان وبائی امراض سے دوچار ہیں۔ کروڑوں انسان مظلومیت کی چکی میں پس رہے ہیں۔ نسلِ آدم کو طرح طرح کے لاانتہا مشکلات درپیش ہیں۔ ہر کوئی ملک اپنے اپنے طور پر مشکلات سے نمٹنے کی سرتوڑ کوشش کر رہا ہے مگر مسائل کی رفتار بھی اپنی حدوں کو چھو رہا ہوتا ہے۔ لہذا ہر ملک میں حکومت کی ہاتھ بٹانے اور مسائل سے نمٹنے کیلئے انسانی فلاح کے جذبے پر اپنی مدد آپ کے تحت فلاحی ادارے تشکیل دیئے جاتے ہیں جیسے کہ ایدھی فاؤنڈیشن، انصار برنی ٹرسٹ اور دیگر حقوقِ انسانی کی تنظیمیں۔ یہ ہمارے اپنے ملک کے ویلفیئر ادارے ہیں جن کا دائرہ کار دُنیا بھر میں پھیلا ہوا ہے۔ بالخصوص ایدھی فاؤنڈیشن کا کردار بے مثال ہے۔

کہتے ہیں کہ پاکستان میں خدمتِ انسانیت کے علمبردار مولانا عبدالستار ایدھی صاحب نے اپنی مدد آپ کے تحت جذبے سے کام کا آغاز کیا تھا اور آج انسانی ہمدردی کا کونسا ایسا فعل ہے جو اُن سے انجام نہ پا رہا ہو۔ پاکستان بھر میں ایدھی فاؤنڈیشن کے علاوہ اور کوئی ایسا ادارہ موجود نہیں ہے جو بے سہارا، لاوارث، بے وسیلہ اور ٹھکرائے ہوئے بچوں، عورتوں، مردوں، بوڑھوں، بیماروں یا نشے کے ہاتھوں تباہ و برباد ہونے والے قابلِ رحم انسانوں کو دو وقت کی روٹی اور سر چھپانے کے لئے ایک گوشہ فراہم کر سکے۔ نا صرف پاکستان بلکہ اُن کے مشن سے تقریباً پوری دُنیا کے مستضعفین مستفید ہو رہے ہیں۔ یہ خادمِ انسانیت کروڑوں، اربوں کا سرمایہ رکھتے ہوئے آج بھی کراچی کے سڑکوں پر انسانیت کے نام پر بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔ پیرانہ سالی میں بھی اُن میں جوانمردی کے وہی جوہر نظر آ رہے ہوتے ہیں جو ایامِ شباب میں مشن کے آغاز کے دنوں اُن میں دیکھنے کو ملتی تھی۔

خدمتِ انسانیت کے عظیم مقصد میں اشتراکیت رکھنے کے پیشِ نظر اسلامی تقاضوں سے ہم آہنگ تمام فلاحی اداروں کا منبع و ماخذ اسلامی فتوت ہی ہے۔ اسلامی فتوت ایک بامقصد تحریک اور ایک منظم فلاحی ادارہ تھی اور یہ اپنے مقاصد میں سرخرو بھی رہی۔ کیونکہ آئینِ فتیان قرآن وسنت سے الگ کوئی چیز نہیں تھی بلکہ انہی دونوں کے تابع تھی۔ راہِ فتوت ہی وہ موثر لائحہ عمل ہے جسے اختیار کر کے فرد اپنی ذات ہی نہیں بلکہ اجتماعی خوشحالی کیلئے اصلاحی اقدامات انجام دے سکتے ہیں۔ فتوت تعمیر وتشکیلِ ذات کی اصول وضوابط پر مشتمل ایک دستورِ زندگی ہے۔ فتوت احکاماتِ الٰہیہ اور ارشاداتِ نبویہ کی روشنی میں ذہنی ہم آہنگی اور عملی یکجہتی کی شکل میں ایک منظم مثالی معاشرہ کا تصور ہے۔

فتوت تعمیر وتشکیلِ ذات کی اصول وضوابط پر مشتمل ایک دستورِ زندگی ہے۔ فتوت احکاماتِ الٰہیہ اور ارشاداتِ نبویہ کی روشنی میں ذہنی ہم آہنگی اور عملی یکجہتی کی شکل میں ایک منظم مثالی معاشرہ کا تصور ہے۔

صوفیائے کرام نے زندگی بھر خدمتِ خلق کو اپنا شعار بنائے رکھا جو کہ تعلیماتِ نبوی سے قربت کی ٹھوس اور واضح دلیل ہے۔ انہوں نے بلاتفریق انسانیت کی خدمت کو اپنا شعار بنائے رکھا کیونکہ اُنہیں اس بات کی آگہی تھی کہ ربّ کی معرفت کے حصول مخلوق کی خدمت میں ہے۔ جیسا کہ مولانا رومیؒ نے فرمایا ہے کہ

زتسبیح وسجادہ ودلق نیست
طریقت بجز خدمت خلق نیست

(تسبیح، جائے نماز اور گدڑی سے کچھ حاصل نہیں ہوتا، طریقت (یعنی تصوف) خدمتِ خلق کے بغیر نامکمل ہے)۔

جوانمردوں کی مخلوق پروری:

تمام انسانوں کو مخلوقِ خدا خیال کرتے ہوئے ان کی فلاح کے لئے کمربستہ ہو جانا سیرت نبوی کے روشن پہلو میں سے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور خدا کا محبوب وہ ہے جو اس کے کنبے کا خیال رکھے اور اسے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔ جوانمردوں کی جماعت کا نصب العین بھی یہی رہا تھا۔ اسی مقصد کی خاطر فتوت کے خانقاہوں کے ساتھ محتاجوں کے لئے لنگر خانے بنائے ہوتے تھے۔ مخلوقاتِ خدا بلا امتیاز ان لنگر خانوں سے مستفید ہوتے تھے۔ مخلوق پروری کا یہ عمل خیر بھی ان کی پہچان بنی ہوئی تھی۔ انہیں یہ وظیفہ ابوالفتیان حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ السلام سے منتقل ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کبھی تنہا کھانا نوش نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ ہمیشہ کسی نہ کسی مہمان کو اپنے کھانے میں شریک کر لیتے تھے۔ کئی بار ایسا ہوتا کہ آپ کے گھر سے کسی بھی مہمان کا گزر نہ ہوتا اور آپ بھی کھانا تناول نہ فرماتے یہاں تک کہ آپ خود مہمان کی تلاش میں نکل جاتے۔ مہمان نوازیٔ ابراہیمی پر قرآن گواہی دے رہا ہے۔

''(ایک دفعہ مہمان آنے پر) تو جلدی سے گھر میں جا کر ایک موٹا تازہ بچھڑا (ذبح کر کے بھنوا) لائے اور مہمانوں کے سامنے پیش کیا۔''

(الذاریات)

سنتِ ابراہیمی کی اہمیت کی خاطر حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

جو لوگ خدا اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہیں انہیں اپنے مہمان کی خاطر تواضع کرنی چاہئے۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جد امجد کی پیروی کا حق یوں ادا فرماتے کہ جب معزز مہمان آتے تو آپ خود بنفسِ نفیس ان کی خاطر داری فرماتے۔

(آدابِ زندگی: ۱۹۸)

مہمان نوازی کے ضمن میں سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی کا ارشاد ہے۔

مہمان نوازی نوافل سے بہتر ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

حضرت فضیل العیاض فرماتے ہیں کہ

''جواں مردی یہ ہے کہ جو مہمان تمہارے دستر خوان سے کھا رہا ہے اُن کے ساتھ یہ فرق نہ رکھے کہ مومن ہے یا کافر، دوست ہے یا دشمن۔''

☆: طلوعِ اسلام سے قبل حاتم طائی عرب کے مشہورِ زمانہ جوانمرد اور میدانِ سخاوت کے شہسوار تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ اپنے نانا کے اونٹ چرا رہے تھے اور ان کی رکھوالی کر رہا تھا کہ تین مسافر آئے اور اپنی غریب الوطنی بیان کیا۔ حاتم طائی نے ہر ایک کے لئے ایک ایک اونٹ ذبح کی۔ رسمی میزبانی کے بعد جب سلسلۂ کلام شروع ہوا تو پتہ چلا کہ وہ تینوں اپنے وقت کے عظیم شاعروں میں سے ہیں۔ دورِ جاہلی میں شاعروں کو وہی احترام و عقیدت حاصل تھی جو پیغمبروں کو تھی۔ حاتم طائی کی خوشی کی انتہا نہ رہی آج اُسے اپنا بیڑا پار ہوتا ہوا نظر آ رہا تھا کہ زہے نصیب! آج قسمت نے یاوری کی اور عظیم لوگوں کی خدمت کا موقع مل رہا ہے اور اسی مسرتِ دَرونی میں اُس نے سارے اونٹ جو تین سو تھے ان تینوں عظیم میں بانٹ دیے۔ یوں اُس نے اپنے زعم میں اپنی عاقبت کا بندوبست کر لیا۔ بعد میں حاتم طائی کی اس حرکت پر اس کے نانا سخت خفا ہوئے اور اُسے اپنے پاس سے الگ کر دیا۔ کہتے ہیں کہ بچپن میں جب اس کی ماں اس کے آگے کھانا رکھتی تو یہ روز کا معمول تھا وہ کھانا اٹھا کر باہر نکل جاتا اور اپنے ہم جولیوں کو بھی شریک کر لیتے اور سارا کھانا اُن میں بانٹ دیتے۔ (ماخوذ: عربی ادب)

﴿باقی صفحہ 30 نمبر پر ملاحظہ فرمائیں﴾

نور بخشیات

رسالہ تلویحات

مولانا شکور علی انور، گلگت

گذشتہ سے پیوستہ

اے عزیز! جب تو نے معلوم کرلیا۔ عوام کے باطل عقائد اور فاسد خیالات حقائق حال کے خلاف ہیں تو چاہئے کہ اپنی عقل وفہم کی اصلاح کا اہتمام پوری کوشش سے ضروری سمجھے اور سچی ہدایت کرنے والوں کے پاکیزہ نفوس سے اور محققین عارفینِ کرام کے مشرب سے (فیوض) اور حقائق کی روشنیوں سے روشنی حاصل کرے اور دریائے توحید میں چنگل (غوطہ) مارنے والوں سے باریکیوں کو پانے کی سعی کرے اور ظاہر بیانی سے سوال وجواب کرنے والوں کے قیل وقال پر اعتماد نہ کرے تاکہ تقلید (رمی) کے گمراہیوں سے نکل کر زندہ تحقیق کرنے والوں سے آملے تاکہ توصدیق کو زندیقیوں سے اور اولیاء کو اشقیاء سے تمیز کر سکے۔

جب تو ولی شناس بن جائے تو خداشناس بھی ہو جائے گا۔ جب تو خدا جان لے گا تو آدم اور آدمیت کے عالم میں پہنچ جائے گا۔ چنانچہ ظاہر میں تو انسان ہوگا تیرا باطن انسانیت سے معمور ہوگا۔ محشر عظمیٰ کے دن بازار میں اُدھار کے سودوں کو کشف وشہود والوں کے نقد سودوں سے یوم تبلی السرائر (اس دن تکالیف سے آزمایا جائے گا) کی کسوٹی پر پرکھا جائے گا۔ جس فرد کے انسانیت کی حقیقت فطری خلوص پر مبنی ہوگی۔ وہ خالص سونے کی مانند سرخرو ہو جائے گا۔ جو کہ یوم الست کے معاہدے کا نقد سودا متصور ہوگا۔ لیکن تقلید کا معاملہ اولئٰہ یبودانہ کے امتزاج یافتہ اپنے وعدے کو پہنچ جائے گا۔ اس کا دل وبدالھم مالم یکونوا یحتسبون (ان کے لئے وہ کام شروع کیا جائے گا جس کا وہ اندازہ نہ کر پاسکے تھے)۔ ظاہر کرنے لگے گا اور سوائے دوزخیوں کے تاریک (بیانی) روایات کے اُن کے پاس کچھ نہ ہوگا۔

جب تو نے معلوم کرلیا کہ بعثت انبیاء اور صحبت اولیاء کا اصل مقصد سیدھے راستے کو حاصل کرنا ہے۔ اور خدائے رحیم کی رحمت تک پہنچنا ہے۔ یہ مقصد ان پاکیزہ گروہ کے وجودِ بابرکات کے بغیر حاصل کرنا مشکل ہے۔ اس لئے اپنا نیازمندی کا ہاتھ خدا تعالیٰ کے ان مقرب لوگوں کے دامنِ دولت سے تھامے رکھے۔ اپنے دل کو ایک ولی مرشد کی محبت سے مربوط اور پیوستہ رکھے (چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ مَنْ یَّهْدِیْ اللہ فَهُوَا الْمُهْتَدِ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَلَهٗ وَلِیًا مُرْشِدًا (جس کو خداوند تعالیٰ ہدایت عطا کرے بس وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو خدا گمراہ کردے تو اس کو کوئی بھی مرشد ولی نہ مل سکے گا)۔ اشارہ اسی معنی کی طرف ہے کہ بدطینت آدمی کو مرشد ولی نہیں ملے گا۔ اس آیت کے مفہوم سے یہی واضح ہوتا ہے کہ مطلق مجذوب ولی ہدایت کا سبب نہیں بن سکتا۔ اس بات پر تمام اہل تحقیق کا اجماع ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ لَایُقْتَدیٰ بِهِمْ وَلَا یُنْکَرُ عَلَیْهِمْ (ان کی اقتدا کی جاتی ہے نہ ان کا انکار) ظاہر بات ہے کہ جن کی ظاہری حالت خراب ہے تو اُن سے دوسروں کی باطنی تعمیر کیسے ہو سکتی ہے۔

اے عزیز! جب تو معنوی احوال اور انبیاء اور اولیاء کے بشری اوصاف سے کچھ واقفیت حاصل کر چکا (تو یہ بھی) جان لیں کہ نبوت اور ولایت کی حقیقت نیز صفتِ خلقتِ انسانی دونوں اکٹھا ہوتے ہیں۔ بخلاف کافرانہ اور فاجرانہ گمان کے جسے ہم نے اس مقدمہ میں شامل کر دیا ہے۔

جب تک سعادتمندیؒ کے آثار ارباب کمال کی صحبت کی بدولت اس کے دل میں رونما نہیں ہوئے اسے چاہیے خارج میں پائے جانے والی جنس کا گمان نہ کریں۔ بلکہ یقین کرلیں خزانہ غیب کے اسرار، ارباب قلوب کے باطنی خزانے میں ذخیرہ شدہ ہیں۔ (حدیث قدسی میں یہ روایت آئی ہے) کہ أنا عِنْدَ مُنْكَسِرَةِ قُلُوبِهِم (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تو ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس پایا جاتا ہوں)۔ اس موقعہ پر بڑے بڑے اولیاء کرام نے اپنے اپنے پندونصائح میں بہت تاکید اور مبالغہ فرمائے ہیں کہ کسی بھی انسان کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے۔

نقل ہے کہ سلطان الاولیاء حضرت شیخ علی لالا قدس سرہ نے ایک لونڈی کو سڑک پر اس حالت میں دیکھا کہ وہ رو رہی ہے۔ حضرت شیخؒ نے رونے کا سبب پوچھا تو جواب ملا کہ میں ایک دیگ (مرتبان) اٹھا کر ایک جگہ سے کسی دوسری جگہ لے جارہی تھی مجھ سے گر کر ٹوٹ گیا۔ جس پر اپنے آقا کی ناراضگی کے خوف میں رو رہی ہوں۔ یہ سن کر حضرت شیخ حضرت امام علی رضا علیہ التحیہ والثنا کے مشھد (روضے) کا رخ فرمایا اور ایک دیگ سر پر اٹھائے ہوئے واپس لوٹے تاکہ اس لونڈی کو عنایت کردیں جبکہ آپ اپنے وقت کے قطب ارشاد تھے۔ جب آپ سر پر دیگ اٹھائے ہوئے لارہے تھے اس حالت کو اگر عوام الناس میں سے کوئی مقلد یا علماء ظواہر میں سے کوئی عالم دیکھ لیتا تو گمان نہ کرسکتا تھا کہ یہ کوئی صاحب حال ولی ہیں۔ پھر اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ سلطان الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر ناقص عقل نے دیکھا کسی نہ کسی نقص سے ضرور منسوب کیا کسی نے آپ کو دیوانہ کہا اور بتایا کہ آپ زیادہ خلوت نشینی (اعتکاف)، کم خوری اور کم خوابی وغیرہ کی وجہ سے خبط دماغ سے دوچار ہوگئے ہیں۔ کسی نے کہا کہ آپ علم سے بے بہرہ تھے۔ کسی نے کہا کہ آپ یتیم ہیں۔ دولت اور افرادی قوت سے محروم ہیں۔ وہ ہم پر سرداری اور حکومت کیسے کرسکتا ہے؟ مختصر کہ جب یہ معلوم کرچکے کہ عقل اولیاء کی معرفت سے قاصر ہے تو چاہیے کہ اپنی عقل پر اعتبار نہ کرے۔ غیرت خداوندی ارباب کمال وجمال جو حضرت ذوالجلال کی بارگاہ کے مقرب لوگوں کا پردہ ہے۔ عقل وحس کی طاقت اس گروہ کی شناخت سے معذور ہے، بلکہ اولیاء کو ولایت (کی صلاحیت) والے پہچان سکتے ہیں۔ (حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) اِنَّمَا یَعْرِفُ ذُوالْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذَوُوهُ (یقیناً لوگوں میں سے فضیلت یافتہ ہی اس کے معیار کو پاسکتے ہیں)۔

بعقل وحس نتوان ده بعاشقان بردن

به پائے عشق تواں در ره چناں زدن

عشق والوں کا راستہ عقل وحس کی آنکھیں نہیں دکھاسکتیں۔ عاشقوں کا راستہ عشق والے پاؤں ہی دکھاسکتے ہیں۔

اے عزیز! جس کسی کی سعادتمند قسمت اس کی یار و مددگار ہے تو اسے ہر حال میں اولیاء کی صحبت کی روشنی اس کے نہاں خانے میں اثر انداز ہونے لگی ہے۔ اور اس سے نفسانی خواہشات کی خنکی جاتی رہتی ہے۔ وَمَا تَوْفِيقِیْ اِلَّا بِاللهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْم۔ (مجھے توفیق نہ ہوگی مگر اللہ تعالیٰ سے اسی پر میرا اعتماد ہے وہی عظیم عرش کا رب ہے)۔

تمام عطاؤں کے عنایت کرنے والے کی توفیق سے امت کے تمام اولیاء کی معرفت کی سعادت حضرت مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی پیروی) سے ممکن ہے۔ اور میدان توحید کے محققین، نقطہ تفرید کے کشف والوں کو کاملوں کی صحبت سے ملتی ہے۔ (اس توفیق کے لئے میری دعا ہے) تمام افراد تا اقطاب اولیاء کی خدمت کا واسطہ جو مظاہر ذات وصفات کے قابل ہیں (میری دعا کو قبول فرما)۔

☆خاتمہ بالخیر☆

حضرت امام العارفین غوث المتاخرین سید محمد نوربخش قدس اللہ سرہ کا رسالہ مبارک مکتوبات کا ترجمہ تکمیل کو پہنچا۔

فکر فردا

مدارس کو فعال بنانے کی ضرورت

مولانا غلام حسن حسنو

گذشتہ دنوں ہمیں بعض نوربخشی تعلیمی اداروں کے سروے کا موقع ملا ۔مدرسہ شاہ ہمدان سکردو اور جامعہ اسلامیہ ٹرسٹ کراچی کو ہم مرکزی تعلیمی ادارے کہیں گے۔ باقی جہاں جہاں نوربخشی آباد ہیں انہیں ہم مقامی تعلیمی ادارے قرار دیں گے۔ یہ مقامی تعلیمی ادارے مجموعی طور پرنہایت منظم، مستقل اور وسیع ہیں۔ یہ ادارے خالص مقامی افراد کے چندے، عطیات اور زکوۃ وخیرات پر چل رہے ہیں۔ ان میں سال بھر تدریس ہوتی ہے۔ سکولوں، دفتروں میں چھٹی کے بعد یہاں تدریس ہوتی ہے۔ سکولوں کے بچے بلکہ زیادہ تر بچیاں ان اداروں سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔

☆ سروے کے دوران ہمیں پتہ چلا کہ بعض اداروں کے پاس ہزاروں روپے جمع ہیں۔ آمدنی بہت ہے لیکن اخراجات بہت کم ہیں اور ساتھ ہی مدرسہ اچھی طرح چل رہا ہے۔

☆ بعض اداروں کے پاس کوئی رقم نہیں ہے۔ سالانہ آمدن اور خرچ تقریباً برابر ہے۔ مدرسہ چل رہا ہے اسے مزید بہتر بنانے کے لئے ایک یا دو استاد کی ضرورت ہے۔ لیکن محض مشاہرہ کے لئے رقم نہ ہونے کی وجہ سے استاد کی تقرری ممکن نہیں ہے۔

☆ ہمارے تقریباً تمام تعلیمی اداروں کی اپنی عمارت موجود ہے لیکن وہاں پڑھانے کے لئے تدریسی مواد کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ قاعدہ، پارے، قرآن، دعوات صوفیہ، فقہ احوط کی تدریس کا تمام مدارس میں انتظام ہے۔ لیکن ان کی فراہمی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ طلبہ وطالبات کی تعلیم شدید متاثر ہوتی ہے۔

☆ تمام مدارس میں امتحان وجائزے کا کوئی تصور نہیں ہے۔ طالب علم ایک کتاب ختم کرتا ہے وہ اس کتاب میں خود بخود پاس قرار پاتا ہے۔ کتاب ختم ہوتے ہی اگلی کتاب پڑھائی جاتی ہے۔ امتحان وجائزہ نہ ہونے کی وجہ سے تدریس مؤثر نہیں ہے۔

☆ گرچہ تمام مدرسوں کی اپنی عمارت موجود ہے مگر کچھ مدرسوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ عمارت نہایت مخدوش ہے، دیوار اور چھت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ کھڑکیوں کے شیشے لگے ہوئے نہیں ہیں۔ پلستر اکھڑے ہوئے ہیں۔ صفائی کا کوئی انتظام نہیں بلکہ ناقص ہے۔ مدرسہ کا اندرونی وبیرونی ماحول تعلیم بالخصوص دینی تعلیم کے لئے سازگار نہیں ہے۔ غرض تقریباً تمام مدارس کا ماحول تعلیم وتدریس کے لئے ناموافق اور غیر سازگار ہے۔ ذیل میں مدارس کی تعلیم کو مؤثر، دیرپا اور ہمہ گیر بنانے کے لئے کچھ تجاویز پیش کی جارہی ہیں۔

تعلیم کی افادیت اہمیت کسی بھی فرد سے مخفی نہیں ہے۔ آج وہی قومیں دنیا کے حکمران ہیں جو تعلیم میں سب سے آگے ہیں اور وہی قومیں دوسروں کی دست نگر ہیں جو تعلیم کے میدان میں پسماندہ ہیں۔ آج دنیا کی سب سے بڑی طاقت، دنیا کی سب سے بڑی سرمایہ کاری، دنیا میں ترقی وعروج کا سب سے اہم ذریعہ تعلیم ہے۔ خواہ یہ تعلیم دینی ہو خواہ دنیوی۔ اس لئے ہمیں سب سے زیادہ تعلیم پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ تعلیم وہی مفید ہے جو عملی زندگی میں انسان کا مددگار ہو۔

۱۔ ہمارے تقریباً تمام تعلیمی اداروں کا ماحول تعلیم کیلئے ناموافق اور غیر سازگار ہیں۔ وہاں صحت وصفائی کا انتظام ہے نہ کسی دلچسپی ودلکشی کا کوئی سامان ہے۔ ایسی صورت حال میں بھلا بچوں کو کونسی کشش وہاں لے جائیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ تعلیمی ادارے کے گردونواح اور اندرونی ماحول کو پاک وصاف رکھا جائے۔ مدرسہ کے اندر خوبصورت چارٹ، تعلیمی طغرے، خوبصورت سلوگن، بزم ادب، خصوصی دنوں میں مختلف تقریبات وغیرہ ہونی چاہئے۔ اسی طرح حسن قرأت، نعت خوانی، شعر گوئی، تقریر، مباحثہ وغیرہ کے پروگرام ہونا چاہئے۔ مسابقت کی فضا بھی تعلیم کے عمل کو مؤثر بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ صاف ستھری اور دلکش عمارت تدریس کے لئے بہت اہم اور ضروری ہے۔

ب۔ ہمارے تقریباً تمام مدارس میں تعلیمی وتدریسی مواد کی فراہمی کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ جبکہ تمام عالم اسلام میں قاعدہ سے شہادۃ العالمیہ تک تمام تدریسی مواد مدرسہ کی طرف سے مفت مہیا کیا جاتا ہے حالانکہ ہمارے شہروں میں درسی مواد کتب فروشوں سے خریدے جاسکتے ہیں۔ جبکہ ہماری نوربخشی برادری جہاں آباد ہیں وہاں تدریسی مواد کتب فروشوں سے بھی نہیں مل سکتے۔ اس لئے ہمارے تعلیمی اداروں کی انتظامیہ کو چاہئے کہ مدرسہ فنڈ میں خطیر رقم موجود ہے اور صرف ایک استاد کی تنخواہ کے سوا کوئی دوسرا مصرف نہیں ہے لہذا مدرسوں میں پڑھانے کے لئے ضروری کتابیں بھی خرید کر تیار رکھی جائیں تاکہ خواہش مند طلبہ وطالبات کو تعلیم کے دوران دیا جائے۔ اس مقصد کے لئے ایک تو مدرسہ فنڈ سے رقم خرچ کی جائے دوسری طرف مخیر حضرات سے بھی تدریسی مواد کے لئے اپیل کی جانی چاہئے۔

۲۔ وطن عزیز میں دینی تعلیم اداروں میں یکساں نصاب اور امتحانی طریقہ کار موجود ہے کیونکہ حکومت کی جانب سے مدرسوں کی اسناد کو تعلیم وتدریس کے شعبوں میں یونیورسٹی کی ڈگری کے برابر مراعات ہے۔ اس مراعات کے حصول کے لئے یہ مذاہب تھوک کے حساب سے دینی اسناد سپلائی کرتے ہیں۔ تاکہ مختلف حکومتی اداروں میں زیادہ سے زیادہ اپنے آدمی پہنچ سکیں۔ اگرچہ بنیادی نصاب ایک ہے۔ امتحانات کے طریقہ کار میں بھی کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ صرف اپنے مذہب کا بھرم رکھنے کے لئے تعلیمی تنظیم کے نام میں اپنے مذہبی نام کو شامل کیا ہے۔ مثلاً اہلحدیث مدارس کے لئے وفاق السلفیہ، اہل تشیع وفاق الشیعہ اور اہل سنت وفاق المدارس اہل سنت / تنظیم المدارس اہل سنت وغیرہ۔

ہمارے تعلیمی اداروں کی تنظیم سازی ابھی ایک عشرہ بعد کی بات ہے۔ ابھی ہمارے لئے کرنے کا کام یہ ہے کہ تعلیمی اداروں کے درمیان ربط وضبط اور تعاون کو فروغ دیا جائے۔ جن اداروں کے پاس فاضل سرمایہ ہے۔ وہ ضرورت مند اداروں کو مالی اعانت دے اور باہمی تجربات سے استفادہ کرے اس طرح بین الاداراتی تعاون واشتراک سے تعلیمی وتدریسی عمل کو مؤثر اور ہمہ گیر بنایا جاسکتا ہے۔ دوسرے مذاہب کی طرح ہمیں بھی مدارس میں یکساں نصاب تعلیم رائج کرنے امتحان وجائزہ کے ذریعے طلبہ وطالبات کو اگلی جماعتوں میں ترقی دینے اور امتحان پاس کرنے والوں کو اسناد جاری کرنے کا بندوبست کرنا چاہئے۔ آل نوربخشی سطح پر شعبہ تعلیم وتدریس سے متعلق ایک ادارہ قائم کرے جو مدارس اور اس کے متعلقات کی تنظیم کرے اور انہیں ہر لحاظ سے فعال، مؤثر اور ہمہ گیر بنانے کے لئے اقدامات کرے اور جدید دور کے تقاضوں کے تحت نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں کا اہتمام کرے۔ تاکہ دینی تعلیمی ادارے زیادہ سے زیادہ مفید بن سکے۔

نکاتِ دانش

انجینئر ذاکر سے انٹرویو

غلام رسول ثاقب سریکی

گذشتہ سے پیوستہ

سوال: عالمِ اسلام کی بدلتی ہوئی صورتحال کے پس منظر میں اسلامی تصوف کا کیا کردار ہو سکتا ہے؟

جواب: اسلامی تصوف میں انسانیت اور مخلوقِ خدا سے پیار کا سبق ملتا ہے اور جنید بغدادیؒ نے یہاں تک فرمایا ہے کہ کسی پتھر کو بھی اٹھاؤ تو پیار سے اٹھاؤ۔ اسی طرح ایک سائل کے تبرا سے متعلق سوال کے جواب میں آپؒ نے فرمایا کہ کیا تم کسی پر لعنت بھیجنے کی بجائے تین دفعہ درود شریف نہیں پڑھ سکتے۔

صوفیانہ لٹریچر اس طرح کی امن و آشتی، محبت و اخوت، رواداری اور تحمل مزاجی کی زرّیں مثالوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اولیائے کرام کے دروازے ہر انسان کے لئے کھلے تھے جیسے کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپؒ کے عقیدت مندوں میں ہندو اور سکھ بھی شامل تھے۔ صوفیائے کرام نے کسی بھی اسلامی مسلک اور فرقے کو کافر قرار نہیں دیا۔ فرمانِ شاہ سید محمد نوربخشؒ کے مطابق کسی بھی قبلہ رُخ نماز پڑھنے والے کو غیر مسلم قرار نہیں دیا جا سکتا۔

آج کی بدلتی ہوئی صورتحال میں جب مغرب والے مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دینے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ میڈیا کچھ اسلامی فرقوں کی جہادی تعلیمات کو بنیاد بنا کر اسلام کے خلاف پروپیگنڈے میں مگن ہے اور خود مسلمان فرقے معمولی معمولی باتوں پر ایک دوسرے کو کافر قرار دینے اور قتل تک کرنے سے نہیں ہچکچاتے ایسی صورتحال میں اگر عالمِ اسلام اور عالمِ انسانیت کو اگر پیار اور امن و آشتی کا سچا پیغام دے سکتے ہیں تو وہ "اسلامی تصوف" ہے جو رسوم کی بجائے نیتوں کو، نفرتوں کی بجائے محبتوں کو، فسادات کی بجائے امن کو، عشرت پسندی کی بجائے سخت کوشی کو، مادیت پرستی کی بجائے صفائے باطن اور تزکیہ رُوح کو ترجیح دیتی ہے۔ مغرب کی نئی تعلیم یافتہ نسل اپنی مادیت پرست اور مفاد پرست تہذیب و ثقافت سے بیزار، روحانی آسودگی کی پیاس لئے علوم روحانی کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔ جس کی ایک واضح مثال گذشتہ دنوں ایک رپورٹ تھی جس میں کہا گیا ہے کہ امریکہ میں مولانا جلال الدین رومیؒ کی تعلیمات بے حد مقبولیت اختیار کر رہی ہے۔

دُنیاوی و مادی لذتوں سے سیر مغرب کی نئی نسل کو اگر روحانی لذتوں کی طرف راہنمائی کی جائے تو عالمِ انسانیت کی بہت بڑی انقلاب رونما ہو سکتی ہے اور یہ انقلاب اسلامی تصوف کے ذریعے ممکن ہوگی کیونکہ حقیقی اسلامی تصوف کی تعلیمات میں وہ لچک اور گنجائش موجود ہے جو حق کے طلبگار اور روحانیت کے متلاشی ہر رنگ و نسل اور ظاہری فرقوں کی کوئی قید نہیں۔ تصوف ہی مشرق و مغرب کی انتہا پسند رجحانات کے مابین راہِ اعتدال فراہم کر سکتا ہے۔

سوال: عالمِ اسلام کے فرقوں کے درمیان موجود اندرونی خلفشار اور اختلافات سے متعلق صوفیہ نوربخشیہ کی تعلیمات کیا رہنمائی فراہم کر سکتی ہیں؟

جواب: جیسا کہ شاہ سید محمد نوربخشؒ نے فرمایا کہ آپ کا مشن امتِ مسلمہ اور اہلِ عالم کی مابین موجود اصولی اور فروعی اختلافات کو رفع کر:

ہے۔ یوں اصولاً صوفیہ نوربخشیہ کی اولین ذمہ داری اور مقصد رفع اختلاف ہے۔ عالم اسلام کے فرقوں کے مابین بہت سارے اختلافات محض لفظی ہیں اور کچھ فرقہ وارانہ سیاست کا نتیجہ ہے۔ اصل فروعی اور اصولی اختلافات بہت کم ہیں۔ لیکن وہ بھی ایسی نہیں جو ایک دوسرے کو آپس میں دست وگریبان ہونے کا جواز فراہم کرے۔ شاہ سید محمد نوربخشؒ نے اس طرح کے بہت سارے اختلافات کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے۔ جہاں تک اسلامی تصوف کی وسیع النظری اور رواداری کا تقاضا ہے اس بارے میں مولانا رومیؒ کے ایک واقعے کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

ایک مرتبہ مولانا رومیؒ برسرِ منبر خطاب فرما رہے تھے، دورانِ خطاب آپؒ نے فرمایا۔ کہتے ہیں کہ اسلام کے تہتر فرقے ہیں۔ اُصولی طور پر میں سب سے اتفاق کرتا ہوں یہ سننا تھا کہ سامعین میں سے ایک مولوی کھڑا ہوگیا اور آپ کو نہایت بُرا بھلا کہنے لگے۔ رومیؒ نے اُن کی تمام باتیں نہایت خندہ پیشانی سے سنی اور آخر میں اتنا فرمایا کہ میں آپ سے بھی اتفاق کرتا ہوں۔ اس حقیقت کو اقبال کے ایک شعر کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بہتر ہے کہ بے چارے مملوں کی نظر سے
پوشیدہ رہے باز کے احوال ومقامات

یعنی رومیؒ کی شاذلی تعلیمات کے ردّعمل میں مولوی کا کردار غیر متوقع نہیں تھا۔ ہاں اب مسلمان فرقوں کے اختلاف کا ذکر کر رہے تھے تو اگر کوئی شخص سید علی ہمدانیؒ، شاہ سید محمد نوربخشؒ اور بزرگانِ سلسلۂ ذہب کی تعلیمات اور تصانیف کا مطالعہ کریں اور ان تعلیمات کو کسی اور کی تعلیمات کے پس منظر میں سمجھنے جانچنے اور تشریح کرنے کی کوشش نہ کریں۔ یعنی بلا تاویل ان کی تعلیمات پر غور کریں تو بہت سارے اختلافی مسائل کا حل از خود مل جائے گا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ کئی محققین نے مسلک نوربخشیہ کو مسالک شیعیت اور اہل تسنن کے مابین اعتدال کی راہ قرار دیا ہے اور کچھ محققین نے مسلک نوربخشیہ کو جانبین کی تعلیمات کا آمیزہ قرار دیا ہے۔ بہرحال بات جیسی بھی کہی جائے حقیقت یہ ہے کہ سید محمد نوربخشؒ نے بہت سارے فقہی مسائل میں دونوں فرقوں کے پیش کردہ طریقۂ کار کو قابل عمل اور جائز قرار دیا ہے۔ ہاں البتہ کچھ معاملات میں ان کی اپنی الگ رائے بھی ہے اور کچھ میں ایک فرقے کی طریقۂ کار کو ترجیح دی گئی ہے جو آپ کے مطابق شریعت محمدیہ "کما کانت فی زمانہ" کا بیان ہے۔ یوں شاہ سید محمد نوربخشؒ کسی فرقے کی تعلیمات کو یکسر مسترد نہیں کرتا بلکہ قرآن وحدیث کی دلائل پر پرکھنے کے بعد ان اعمال یا مسائل کی حل پیش کرتا ہے۔

سوال: ملت صوفیہ نوربخشیہ اس وقت اندرونی اور بیرونی سازشوں کا شکار ہے اس بارے میں آپ کیا فرمائیں گے؟

جواب: سازشیں ہمیشہ سے روحانی تحریکوں اور صوفیانہ مکاتب فکر کے خلاف ہوتی رہی ہے۔ کبھی حکومت وقت اور آمریت کی طرف سے، کبھی درباری ملاؤں کی طرف سے اور کبھی روحانیت کی دولت سے عاری انتہا پسند فرقوں کی طرف سے، لیکن سازشیں اُس وقت ایک المیہ بن جاتی ہیں جب ہم اُن کے بارے میں لاعلم ہوں۔ اگر ملت کے افراد اور باشعور طبقے ایسی سازشوں سے آگاہ ہو جائیں تو سازشیں ہماری شعور، تحقیق اور تلاش حقائق کے لئے تازیانہ بن جاتی ہیں۔ نتیجتاً ملت کی تحقیقی اور علمی سرمائے میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اپنی تعلیمات پر یقین مزید پختہ ہو جاتی ہے۔ میں تو ان سازشوں کو اقبالؒ کے لفظوں میں "تندیٔ باد مخالف" سمجھوں گا جو آپ کی اڑان کو مزید تیز کردے گی۔ اس کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ موجودہ تعلیم یافتہ نئی نسل ماضی کی نسبت ہمارے اصل تعلیمات اور کتابوں سے زیادہ آگاہ ہیں اور بیرونی اور اندرونی سازشوں سے بخوبی باخبر بھی ہیں۔

سوال: آپ صوفیہ نوربخشیہ کے مستقبل کو کس زاویئے سے دیکھتے ہیں؟

جواب: اس سوال کے جواب سے قبل مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی آفاقیت

سے متعلق اپنی رائے پیش کرنا چاہوں گا جسے آپ ہماری تعلیمات کا خلاصہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ میرے خیال میں دُنیا کا ہر وہ مسلمان جس کا اُصول اُصول قرآنی ہو اور جس کے جملہ اعمال پر ولایتِ علیؑ کا مہر ہو حقیقی معنوں میں مسلکِ نوربخشیہ کا فرد ہے۔ چونکہ ہماری تعلیمات باعمل اسلامی تصوف کے ساتھ عقیدت اہلبیتؑ کے اعلیٰ پیمانے کا خوبصورت مرقع ہے۔ جس میں عالمگیریت بھی ہے، انسانیت بھی، مودت بھی ہے عقیدت بھی، سوز بھی ہے گداز بھی، جذب و شوق بھی ہے عشق و مستی بھی، جہادِ اکبر بھی ہے جہادِ اصغر بھی، فقرِ حیدری بھی ہے سجدہ شبیری بھی۔

مسلکِ صوفیہ نوربخشیہ کے عقائد اور تعلیمات میں ایک اعتدال اور توازن ہے کسی بھی مسلمان فرقے کے لئے دل آزاری کی کوئی بات نہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ نوربخشی تعلیمات عالم اسلام کی دو قطبی اختلافی عقائد والے مسالک کے مابین بطور اُمت وسط ثالث کا کردار بھی ادا کر سکتی ہے۔ تاہم ایسا کرنے کے لئے مذہب صوفیہ کو تزکیہ نفس کے ساتھ جدید علوم وفنون کا حصول، سیاسی، سماجی اور بین الاقوامی اُمور سے مکمل آگاہی اور جدید تقاضوں کے مطابق ذرائع ابلاغ پر موثر تبلیغ کی مہارت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ میرا خیال ہے اگر یہ شرائط پورے ہوں تو ہماری صوفیانہ تعلیمات انتہائی مقبول ہونگی۔ جن لوگوں کا یہ خیال خام ہے کہ اندرونی اور بیرونی سازشوں کے نتیجے میں مسلک نوربخشیہ عدم استحکام کا شکار ہوگا تو یہ خیال محض ان لوگوں کی قنوطیت پسندانہ (Pessimistic) اور منفی سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ ممکن ہے اس طرح کی باتیں کچھ لوگوں کی تحت الشعوری خواہشات کا اظہار بھی ہو۔ یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ مسلکِ صوفیہ نوربخشیہ کی انتقال مسلک کے حوالے سے توسیع پسندانہ رجحانات اور مزاحمت کی کمی، انتہائی رواداری اور لچک اور دیگر مسالک کے ساتھ غیر مخاصمانہ رویہ جیسی وجوہات کی بناء پر تبدیلی مسلک کی کچھ مثالیں ملتی ہیں لیکن جیسا ڈاکٹر ریک نے بھی خیال ظاہر کیا ہے یہ واقعات بیرونی عناصر کی جارحانہ عزائم کا نتیجہ تھا۔ مستقبل میں اس طرح کی بڑے پیمانے پر تبدیلی مسلک کا خیال محض بدخواہوں کا ایک خواب ہوگا۔

سوال: ملت صوفیہ نوربخشیہ کے نوجوانوں کو کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: نوربخشی نوجوانوں سے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ کا تعلق سلسلۂ ذہب کے اُن صوفیائے کرام سے ہیں جن کا شیوہ انسانیت سے پیار اور تمام مسلمانوں سے بھائی چارگی ہے۔ ریاضت اور تزکیۂ نفس جن کا کردار، پابندیٔ شریعت جن کا وطیرہ اور اخلاص فی العمل جن کا معیار عبادت ہے۔ لہذا ہمارے کردار میں بھی انہی تعلیمات کی جھلک نظر آنی چاہئے۔ یہاں میں اقبالؒ کے پیغام کو دہرانا چاہوں گا۔

گزر جا بن کے سیل تند رو کوہ و بیاباں سے
گلستاں راہ میں آئے تو جوئے نغمہ خواں ہو جا

سوال: آپ ماہنامہ نوائے صوفیہ کا لکھاری بھی ہے لیکن کافی عرصے سے آپ کے مضامین نوائے صوفیہ کے صفحات کی زینت نہیں بن رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اسے آپ میری پیشہ ورانہ مصروفیات اور طبیعت کی کسلمندی بھی کہہ سکتے ہیں تاہم انشاء اللہ مستقبل میں تحریری کاوشات جاری رکھنے کی کوشش کروں گا۔

سوال: تعلیم کے میدان میں مزید جھنڈے گاڑنے کیلئے آپ پُرامید ہیں؟

جواب: انشاء اللہ آپ سب کی دعائیں ساتھ ہوں تو پی ایچ ڈی کا ارادہ ہے۔

خدا کرے تجھے اتنا عروج حاصل ہو
کہ آسماں بھی تیری رفعتوں پہ ناز کرے

خوشہ چینی

تاریخ کے جھروکوں سے

عبدالحلیم شبیری

☆: نابینا کی بخشش:

ایک دفعہ ایک نابینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض مدعا ہوئے۔ یارسول اللہ ﷺ کیا میری بخشش ہوجائے گی؟

آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اندھے تو جنت میں نہیں جاسکیں گے۔ وہ نابینا صحابی رونے لگے۔ آپ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا! اے صحابی میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص جنت میں اندھا نہیں رہے گا۔ وہاں تو سب کی آنکھیں روشن ہوں گی۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد سن کر وہ صحابی شاداں ہوئے۔

☆: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا مزاج:

حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں عربوں کے ایک قبیلے کے ہاں تشریف لے گئے اور اُن سے رومی کے لئے رشتہ مانگا۔ قبیلہ والوں نے پوچھا۔ تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہمیں بلالؓ اور صہیب رومیؓ کہتے ہیں۔ ہم غریب تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مالدار بنایا۔ ہمیں صحیح راہ پہ چلایا قبل اس کے کہ ہم گمراہ تھے۔ اگر رشتہ دوگے تو ہم اللہ کا شکر ادا کریں گے اور اگر انکار کروگے تو سبحان اللہ! انہوں نے کہا الحمد للہ! تمہاری شادی کردی جائے گی۔ اس پر حضرت صہیبؓ نے حضرت بلال حبشیؓ سے فرمایا۔ اے بلالؓ! آپ نے سابقہ جنگوں اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر اپنے سابقہ کارناموں کا تذکرہ کیوں نہیں کیا تاکہ مزید رعب اور دبدبہ پڑ جاتا۔ حضرت بلالؓ نے حضرت صہیبؓ کے کان میں آہستہ کچھ کلمات کہا کہ اے میرے برادر! میں نے جو کہا برجستہ اور برمحل کہا ہے اسی کے بدولت ہی تو تمہاری شادی ہورہی ہے۔

☆: حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی فراست اور مزاج:

حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمرؓ کا قد لمبا تھا جبکہ حضرت علیؓ کا قد چھوٹا تھا۔ تینوں ہستیاں ایک دن اکٹھے تشریف لے جارہے تھے کہ حضرت علیؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان میں تھے۔ خوش طبعی کے طور پر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے فرمایا۔ اے علیؓ! تم ہم دونوں کے درمیان اس طرح ہو جیسے لفظ ''لنا'' میں نون ہوتا ہے۔ (کیونکہ حضرت علیؓ کا قد چھوٹا تھا) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے برجستہ جواب دیا۔ ''اگر میں تم دونوں کے درمیان میں نہ ہوتا تو تم ''لا'' (یعنی تم دونوں نہیں ہوجاتے)۔ بے شک ایک موقعہ پر حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا۔ لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرَ۔

☆: حضرت سلمان فارسیؓ کا مزاج:

حضرت بن اوائل فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک دوست کے ہمراہ حضرت سلمان فارسیؓ سے ملاقات کے لئے گیا تو انہوں نے ہمارے سامنے جو کی روٹی اور جو کا نمکین دلیا پیش کیا۔ میرے دوست نے کہا اگر اس دلیا کے ساتھ پودینہ بھی ہوتا تو یہ اور زیادہ لذیذ ہوتا! یہ سن کر حضرت سلمان فارسیؓ گھر سے نکلے اور اپنا لوٹا بطور رہن رکھ کر پودینہ خرید لائے۔ جب ہم کھانا کھا چکے تو میرے دوست نے کہا خدا کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں اپنی روزی پر قانع بنایا (یعنی ہم کو قناعت عطا کی)۔ یہ سن کر حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا اگر تم اس دلیا اور جو کی روٹی پر

قانع ہوتے تو میرا لوٹا گروی نہ ہوتا۔

☆ **شیخ سعدی رقمطراز ہیں:**

عرب کے ایک فقیہ کی نہایت ہی بدصورت لڑکی تھی جب بالغ ہوگئی تو باوجود جہیز اور دولت کے کوئی اس سے نکاح کی خواہش نہ کرتا۔ مجبوراً باپ نے ایک اندھے سے اس کی شادی کردی۔ اسی زمانے میں ایران کے شہر اصفہان سے ایک تجربہ کار حکیم آیا۔ جو اندھوں کو بینا کر دیتا تھا بہت سے اندھوں کو اس حکیم کے علاج سے آنکھوں کی بینائی مل گئی۔ لوگوں نے فقیہ سے کہا کہ اپنے داماد کا علاج کیوں نہیں کرا لیتے؟ اس نے کہا مجھے ڈر ہے کہ اگر اس کی آنکھیں ٹھیک ہوگئیں تو یہ میری بیٹی کو طلاق دیدے گا۔ مثل ہے کہ:

بدصورت عورت کا شوہر اندھا ہی مناسب ہے۔

☆ **تو ہی ہے، تو ہی ہے:**

ایک جاہل شاعر نے مولانا جامیؒ کے اس شعر پر اعتراض کیا جو صوفیانہ شعر تھا۔

بس کہ در جان نگارو چشم بیدارم توئی!
ہر کہ پیدا می شود از دور پندارم توئی!

یعنی تو میرے دل اور آنکھوں میں اس طرح سمایا ہوا ہے کہ دور سے ہر آنے والے کو سمجھتا ہوں کہ "تو ہی ہے"۔

وہ جاہل شاعر کہنے لگا! جناب اگر دور سے کوئی گدھا آتا دکھائی دے تو پھر آپ کیا سمجھیں گے؟

مولانا جامیؒ نے اس جاہل کی طرف اشارہ کر کے کہا میں سمجھوں گا "تو ہی ہے"۔

حضرت صالح علیہ السلام

آپ قومِ ثمود کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے، آپ نے جب قومِ ثمود کو خدا کا فرمان سنا کر ایمان کی دعوت دی تو اس سرکش قوم نے آپ سے یہ معجزہ طلب کیا کہ آپ اس پہاڑ کی چٹان سے ایک گابھن اونٹنی نکالئے جو خوب فربہ ہو اور ہر قسم کے عیوب اور نقائص سے پاک ہو۔ چنانچہ آپ نے چٹان کی طرف اشارہ فرمایا تو وہ فوراً ہی پھٹ گئی اور اس میں سے ایک نہایت ہی خوبصورت وتندرست اور خوب بلند قامت اونٹنی نکل پڑی، جو گابھن تھی، اس نے چٹان سے نکل کر ایک بچہ بھی جنا اور پھر اپنے بچے کے ساتھ میدانوں میں چرتی پھرتی رہی۔ اس بستی میں ایک ہی تالاب تھا جس میں پہاڑوں کے چشموں سے پانی گر کر جمع ہوتا تھا۔ حضرت صالحؑ نے فرمایا: "اے لوگو! دیکھو یہ معجزہ کہ یہ اونٹنی ایک روز تمہارے تالاب کا سارا پانی پی ڈالے گی اور ایک روز تم لوگ پی لینا۔"

قوم نے اس بات کو مان لیا، پھر آپ نے قوم ثمود کے سامنے یہ تقریر فرمائی:

"اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، بے شک! تمہارے پاس رب کی طرف سے روشن دلیل آگئی، یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے نشانی۔ تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں چرے اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ کہ تمہیں دردناک عذاب آئے گا۔"

چند دن تو قوم ثمود نے تکلیف کو برداشت کیا کہ ایک دن ان کو پانی نہیں ملتا تھا کیوں کہ اس دن تالاب کا سارا پانی اونٹنی پی جاتی تھی مگر بعد میں ان لوگوں نے فیصلہ کیا کہ اس اونٹنی کو قتل کر ڈالیں۔ چنانچہ اس قوم میں قدار بن سلف جو سرخ رنگ کا بھوری آنکھوں والا اور پستہ قد آدمی تھا اور ایک بدکار عورت کا لڑکا تھا، وہ اپنی قوم کے حکم سے اس اونٹنی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہوگیا۔ حضرت صالحؑ اس کو منع کرتے رہے لیکن قدار بن سلف نہ مانا، اس نے پہلے تو اونٹنی کے چاروں پاؤں کاٹ ڈالے۔ پھر اس کو ذبح کر دیا اور انتہائی سرکشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت صالحؑ سے بے ادبی سے گفتگو کرنے لگا۔

قوم ثمود کی اس سرکشی پر عذاب خداوندی کا ظہور ہوا اور پوری بستی زلزلوں کے جھٹکوں سے تباہ وبرباد ہو کر اینٹ پتھروں کا ڈھیر بن گئی اور پوری قوم ہلاک ہوگئی تو آپ کو بڑا صدمہ اور قلق ہوا اور آپ کو قوم ثمود اور ان کی بستی کے ویرانوں سے اس قدر نفرت ہوگئی کہ آپ نے ان لوگوں کی طرف منہ پھیر لیا۔ پھر اس بستی کو چھوڑ کر دوسری جگہ تشریف لے گئے اور چلتے وقت مردہ لاشوں سے یہ فرما کر روانہ ہوگئے:

"اے میری قوم! بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کرتا رہا لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔"

نو آموز

رشحاتِ قلم

نو آموز لکھاری

فیض بخش ہاسٹل کا قیام

رحمت اللہ، کراچی

فیض بخش ہاسٹل آج سے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے وجود میں آیا ہے۔ نوربخشی دُنیا میں نوربخشی طلباء کے لئے ہاسٹل کے حوالے سے فیض بخش ہاسٹل اپنی نوعیت کا پہلا ہاسٹل ہے۔ یہ ہاسٹل منظور کالونی، کراچی میں واقع ہے، یہاں بغیر کسی امتیاز کے نوربخشی طلباء کو رہائشی سہولیات فراہم کیا جاتا ہے۔ ہاسٹل میں داخلے کا اعلان سال کے شروع میں ہاسٹل کی داخلہ کمیٹی کرتی ہے۔

فیض بخش ہاسٹل کی بنیاد اُن چند لڑکوں نے رکھا جو اس سے پہلے معرفی ہاسٹل میں رہائش پذیر تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اکثر جگہوں پہ نوربخشی طلباء کے ساتھ امتیاز برتا جاتا ہے اور سہولیات کی عدم دستیابی کی بنا پر نوربخشی طلباء مذہبی، سیاسی، نصابی وغیر نصابی سرگرمیوں، ملکی وغیر ملکی حالات سے واقفیت میں، جدید سائنسی وفنی علوم الغرض ہر شعبۂ زندگی میں ترقی کے لحاظ سے بہت پیچھے ہیں۔ وسائل کی کمی اور سہولیات کی عدم دستیابی کی وجہ سے نوربخشی طلباء کا ایک بڑا طبقہ اپنی تعلیمی کیریئر ناموافق ماحول میں گذارنے پر مجبور ہوتا رہا ہے اس ناموافق ماحول کو ہم اپنی اصطلاح میں چھڑا یا چھپر کی زندگی کہتے ہیں۔ اور ان چھپروں میں لڑکے اپنے قیمتی لمحات کسی تعلیمی یا سودمند قسم کی گفتگو کی بجائے غیر ضروری اور فضول قسم کی باتوں میں گزار لیتے ہیں۔ ایسا ماحول نہ طلباء کے حق میں جاتا ہے اور نہ غیر طلباء کے حق میں بھی۔ اس طرح کا ماحول طلباء برادری پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔ اس ماحول میں نہ وہ نہ طالب علم کے کیٹیگری میں جاتا ہے اور نہ کام کرنے والے کے۔ ناموافق سوسائٹی کے زیر دام رہ کر نہ صرف اس کا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے بلکہ تعلیم دلانے کی خاطر والدین کا خرچ کیا ہوا سرمایہ بھی ضیاع ہو جاتا ہے۔ انہی وجوہات کو مدنظر رکھ کر نوربخشی طلب کی بہتر مستقل، مکمل تعلیمی ماحول اور اچھی رہنمائی کی فراہمی اور تعمیری سوچ کی ارتقاء کی خاطر علم دوست بزرگوں اور باشعور طلباء کے مشورے پر نوربخشی ہاسٹل کا قیام عمل میں لایا گیا اور باہمی مشاورت سے اس کا نام ''فیض بخش ہاسٹل'' رکھا۔ ہاسٹل میں نوربخشی طلباء کے لئے ایک خوشگوار تعلیمی ماحول فراہم کیا جا رہا ہے۔ اس وقت اس ہاسٹل میں انٹر سے لے کر ماسٹر تک مختلف شعبہ جات کے طلباء رہائش پذیر ہیں۔ ہاسٹل کی گنجائش میں مزید اضافہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد کسی بھی طالب علم کو مزید قیام کی اجازت نہیں دی جاتی تا کہ یہ امر دیگر خواہشمند طلب کے راہ میں رکاوٹ نہ بنے۔ ہاسٹل کی تاسیس میں لیکچرار ذاکر حسین اور انجینئر فاچو غلام عباس صاحبان نے ہماری بہت حوصلہ افزائی فرمائی۔ دیگر مخیّر حضرات میں حاجی محمد ابراہیم صاحب سابق صدر انجمن نوربخشیہ خپلو، کراچی، غلام حسن صاحب اور آخوند غلام رسول کھانسر کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ ہاسٹل انتظامیہ تمام معاونین کے شکر گزار ہیں۔

نفس شناسی

عمران حسن اوڑوا، کریس

جاننا چاہئے کہ اپنے نفس کا پہچاننا دونوں جہاں کی نیک بختی ہے۔ کیونکہ اپنے آپ کو پہچاننا ہی اپنے خالق کی معرفت پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

سنریهم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق۔

''یعنی ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں آفاق عالم اور خود ان کے نفس میں دکھلائیں گے یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ یہ حق ہے۔ جناب رسول خداؐ سے منقول ہے کہ۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

جس نے اپنے نفس کو پہچانا بہ تحقیق اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔ ظاہر ہے کہ جو کوئی اپنے آپ کو نہ پہچان سکے وہ دوسرے کو کیونکر پہچان سکتا ہے۔ کیونکہ کوئی چیز انسان سے اس کے نفس سے زیادہ نزدیک نہیں ہے۔

تو کہ در علم خود زبوں باشی
عارف کردگار چوں باشی

جب آدمی اپنے آپ کو پہچانتا ہے تو اس میں تحصیل کمالات کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ وہ اخلاق کی تہذیب اور برے کاموں سے پرہیز کرتا ہے۔ کیونکہ آدمی کی حقیقت ایک جوہر ملکوتی ہے جو اس عالم جسمانی میں آیا ہوا ہے۔ ایسے جوہر شریف کو بے فائدہ اس عالم میں نہیں بھیجا گیا۔ اس گوہر بیش قیمت کو صندوقچۂ بدن میں بے مقصد نہیں رکھا گیا ہے۔ بس معرفت پسند انسان فوائد نفس کے حصول کی کوشش کرتا ہے اور اپنے آپ کو بتدریج اس منزل پر پہنچانا چاہتا ہے۔

ذکر کی اہمیت

نور حسن نوری، کراچی

فاذکرونی اذکرکم وشکرولی ولاتکفرون ۝ بقرۃ ۱۵۲

نہ دُنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سی جگہ ذکر کی تعریف اور ذاکر کے لئے خوشخبری بیان فرمایا ہے۔ لیکن یہاں انداز تکلم کا کچھ اور ہی انداز ہے۔ کہ اگر تم میری یاد کرو گے تو میں تمہاری یاد کروں گا۔ ذکر کا لغوی معنی یاد کرنا۔ اصطلاح شریعت میں معبود حقیقی کو ہر پل یاد کرنا۔ اس کے ذکر سے کسی بھی آن میں غفلت نہ کرنا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں اپنی یاد میں مستغرق رہنے والوں کو اولی الالباب کا خطاب عنایت فرمایا ہے۔ قرآن حکیم میں اولی الالباب کی نشانی یہ بتایا گیا ہے۔

''وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں قیام کی حالت میں، بیٹھ کر اور پیٹھ کے چت لیٹ کر اور فکر کرتے ہیں آسمان زمین کی خلقت میں۔''

جتنا معبودِ حقیقی کے ذکر میں اطمینان وسکون ہے دُنیا کے کسی اور چیز میں ہرگز نہیں۔ وہ شخص جس کو اپنے زعم میں دُنیا کے تمام آرام وآسائش حاصل ہو مگر اللہ کے ذکر سے محروم ہو تو خوف، بے سکونی اور پریشانی ہمہ وقت اُس کے آس پاس منڈلاتی رہتی ہے۔ جبکہ ذکر ذاکر کو ایسے مشکل حالات میں استقامت سکھاتی ہے اور اُس کے قلب ودماغ کو بے پایاں سکون دلاتی ہے۔ جبکہ ذکر کے بارے واشگاف الفاظ میں فرمایا گیا ہے۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب: خوب آگاہ رہو کہ اللہ کے ذکر

سے ہی دلوں کو اطمینان حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر مومن کے لئے ایک زبردست ہتھیار اور تحفظ ہے جس کے ذریعے وہ شیطان سے مقابلہ کرتا ہے اور اُس کے شر سے اَمان میں رہتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے۔

"بے شک شیطان اپنی دُم کو انسان کے دل میں رکھتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرے تو وہ کھسک جاتا ہے جب وہ غافل ہو تو اس پر واقع ہو جاتا ہے۔ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے جسے قرآن مجید میں عدوٌ مبین کہا گیا ہے۔ اہلِ تصوف ریاضت و مجاہدہ جو ذکر کا ایک بہترین طریقہ ہے کے ذریعے اس ازلی دشمن کی گرفت سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ذکرِ باری تعالیٰ سے محروم رہنے کا خسارہ حدیث میں اس طرح سے آیا ہے۔

''اور جو شخص رحمٰن کے ذکر سے اندھا بنتا ہے ہم اس کے واسطے ایک شیطان مقرر کرتے ہیں تو وہی اس کا ہر دم ساتھی ہے اور وہ شیطان ان لوگوں کو اللہ کے راہ سے روکتے ہیں اور وہ یقین کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا کاش مجھ میں اور تجھ میں پورب پچھم کا فاصلہ ہوتا۔

قرآن مجید میں ذکرِ باری تعالیٰ کثرت سے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

''اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کرو بہت زیادہ اور اس کے تسبیح بیان کرو صبح و شام۔

یہاں پر مسلکِ صوفیہ نوربخشیہ کی ایک امتیازی خصوصیت نمایاں ہو جاتی ہے وہ یہ ہے صبح کے وقت اورادِ صبحیہ اور اورادِ فتحیہ کی صورت میں اور شام کو اورادِ عصریہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح بیان کرتے ہیں۔

چراغِ فکر

محمود علی۔ کیڈٹ کالج جہلم

جو ہو لطفِ سحر سے محروم
اس مردہ دل کی دوا کیا ہے؟
جسے نیند ہو پیاری نماز سے
وہ نہ جانے پیامِ بادِ صبا کیا ہے؟
جس دل میں نہ ہو حبِ حبیبِ خدا
اسے کیا معلوم ذکرِ صلِّ علیٰ کیا ہے؟
کبھی دل سے پوچھا ہے اے غافل!
تخلیقِ آدم دراصل مدعا کیا ہے؟
اٹھ کر بتادو زمانے میں
حقیقتِ پیامِ مصطفیٰ کیا ہے؟
عمل سے عیاں ہو زمانے پر
صدائے حی علی الفلاح کیا ہے؟
مٹ جاؤ گے گر نہ سمجھو گے تو
زمانے میں ہماری بقا کیا ہے؟

بقیہ: القرآن

بندے کا توبہ:

جب توبہ کی نیت بندے کی طرف ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنی گناہوں خطاؤں اور سیاہ کاریوں کو یاد کرے اللہ کی طرف طلب رحمت اور مغفرت کے لئے متوجہ ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کا ارشاد ہے۔ توبوا الی اللہ جمیعا۔

(سب اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ)

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ سوال کنندگان سے بار بار گذارش کی جاتی رہی ہے کہ وہ اپنے نام کے ساتھ مکمل پتہ بھی تحریر کیا کریں۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے اُن کی تفصیل کچھ یوں ہے

سوالات

سوال نمبر۱: علم نجوم سیکھنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال نمبر۲: تعویذات لینے دینے کا کام کیسا ہے؟

سوال نمبر۳: استنجا اور وضو میں موالات ضروری ہے یا نہیں؟

سائل: محمد ابراہیم جلیل، کندوس تھنگ۔

سوال نمبر۴: غیر مسلم سے مصافحہ کرنا کیسا عمل ہے؟

سوال نمبر۵: کیا غیر مسلم کے ہاتھ ملانے سے مسلم کا ہاتھ ناپاک ہو جاتا ہے؟

سوال نمبر۶: ماہر ڈاکٹر کی تشخیص اور تجویز کے مطابق کسی مریض کے لئے شراب کے قطرے باعث صحتیابی ہوں تو ایسا کرنا شرعاً روا ہوگا؟

سوال نمبر۷: سفارش اور اثر ورسوخ کے بل بوتے پر بیکر نااہل افراد کو پرکشش عہدوں پر فائز کرانا کیسا کردار ہے؟

سائل: محمد باقر ہرمیک

سوال نمبر۸: انسانی بدن یا کپڑے پر مچھر اور پسّو مرجانے سے کیا بدن اور کپڑے ناپاک ہو جائیں گے؟

سوال نمبر۹: کیا دوران غسل یا وضو باتیں کرنا غسل اور وضو کے منافی ہے؟

سوال نمبر۱۰: نماز گزار کے آگے سے اگر کوئی فرد بشر گذر جائے تو نماز کا اعادہ واجب ہوگا یا نہیں؟

سوال نمبر۱۱: تنگ دست غیر مسلم فطرۃ اور زکوٰۃ کا مصرف ٹھہر ہے یا نہیں؟

سائل: سپاہی شاہد علی دمی، آزاد کشمیر

جوابات

جواب نمبر۱: بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

اگر کوئی فرد بشر تقدیر الٰہی کے برحق ہونے کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہو تو اُس کے لئے علم نجوم سیکھنا واجب قرار دیا گیا تا کہ اُسے تقدیر الٰہی کے برحق ہونے کا پختہ یقین ہو جائے۔

جواب نمبر۲: بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

تعویذات امراض کے لئے روحانی علاج کا درجہ رکھتے ہیں۔ بارگاہِ الٰہی میں تحریری شکل میں پیش کی جانے والی دعائیں ہیں قرآنی آیات اور دیگر ماثور دعاؤں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ شرعاً جا صورتوں کے لئے تعویذات کا لینا دینا دونوں روا ہیں۔ نا جا

مقصد کے لئے ایسا کرنا شرعاً حرام اور باعثِ گناہ ہیں۔ خوب آگاہ رہے کہ! تعویذات روحانی امراض کے لئے روحانی علاج کے جانے ساتھ ساتھ بدنی امراض کے لئے بھی مؤثر روحانی علاج ثابت ہوا کرتے ہیں۔ روحانی امراض کے لئے مادّی علاج کارگر ثابت نہیں ہوتا ہے۔ اس کے لئے لازمی طور پر روحانی علاج کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

جواب نمبر۳: بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

استنجا اور وضو کے درمیان موالات نہ ضروری ہے نہ شرط ہے۔ آپ استنجا کرچکنے کے بعد وقفہ کرسکتے ہیں۔ تاہم وقفہ اتنا طویل نہ ہو کہ نماز کا وقت ہی فوت ہوجائے۔ اس نوع کے سوال وجواب کا مرحلہ غالباً گذر بھی چکا ہوگا۔ اطمینان بخش طور پر ریکارڈ کمزور ہونے کی وجہ سے اس قسم کے سوال کا جواب شائع کیا گیا ہے۔

جواب نمبر۴: بسم اللہ الرحمن الرحیم ط ۰

غیر مسلم کے ساتھ مصافحہ کرنا درست ہے۔ لیکن سلام کرنا غیر مسلم کے لئے ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ'' کے بجائے ''اَلسَّلَامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدیٰ'' استعمال کرنا چاہئے۔

جواب نمبر۵: بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

غیر مسلم کے ہاتھ ملانے سے مسلم کے ہاتھ کا ناپاک ہونا لازم نہیں آتا بشرطیکہ ہاتھ گیلے نہ ہوں۔

جواب نمبر۶: بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

جی ہاں! اگر ماہر ڈاکٹر کی تصدیق شاملِ حال ہو تو ایسا کرنا شرعاً روا ٹھہرے گا۔

جواب نمبر۷: بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

اس قسم کا کردار اگر مقابلے کی صورت نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر اس کے مقابل میں میرٹ پہ اترنے والا موجود ہو تو ایسی صورت میں اس قسم کا کردار شرعاً عدل وانصاف کے منافی اقدام ٹھہرے گا۔

جواب نمبر۸: بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

مچھر، پسو اور بعض دیگر کیڑوں میں بذاتِ خود خون کا فقدان ہوتا ہے۔ یہ کیڑے انسانوں اور دیگر خون والے جانوروں کا خون چوستے ہیں اور ان کے اندر دکھائی دینے والا خون انتقالی خون ہوا کرتا ہے۔ اس انتقالی عمل کے نتیجے میں اُن کیڑوں کے اندر والا خون شرعاً پاک قرار پاتا ہے۔ لہٰذا یہ کیڑے اگر آپ کے بدن پر بیٹھ کر مرجائے اور اُن کا خون آپ کے کپڑے پہ لگ جائے تو کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے۔

جواب نمبر۹: بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

غسل یا وضو کے دوران بلا کسی ضرورت کے بات چیت باعثِ کراہت ہے۔ کسی خاص ضرورت کے تحت بات چیت باعثِ کراہت نہیں۔

جواب نمبر۱۰: بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

ایسی صورت میں نماز کا اعادہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ نماز درست ہوگی، البتہ گذرنے والا گنہگار ہوگا۔ اگر اضطراری طور پر گذرنا پڑتا ہو اور متبادل گزرگاہ نہ ہو تو گنہگار بھی نہ ہوگا۔ نماز گزار کے لئے ضروری ہے کہ وہ مصلّٰی کے آگے کوئی سترہ کھڑا کردے۔

جواب نمبر۱۱: بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

غیر مسلم تنگ دست فرد فطرہ اور زکوٰۃ کا مصرف شرعاً نہیں بن سکے گا کیونکہ اس مصرف کے لئے ایمان ضروری ہے۔ البتہ انسانی ہمدردی کے تحت عام خیرات اور چندہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تفقهوا في الدين فان الفقه مفتاح البصيرة

اخبار التصوف

دُنیائے تصوف کی خبریں

لیاقت علی خان

اسلام آباد میں مجالسِ محرم:

حسبِ سابق اس سال بھی اسلام آباد میں عشرۂ محرم مذہبی عقیدت واحترام سے منایا گیا۔ معروف عالم دین سید شہاب الدین سرموی نے مجالس محرم سے خطاب کیا۔ انہوں نے واقعہ کربلا کو انسانی تاریخ کا اذیت ناک واقعہ قرار دیتے ہوئے کہا انسانی تاریخ میں کسی خاندان کے ساتھ اتنا ظلم نہیں ہوا جتنا کربلا میں امام حسینؑ اور اُن کے خاندان پر ظلم وبربریت سے لشکرکشی کی گئی اور خاندانِ رسالت بے یارومددگار پانی کے لئے ترستے رہے۔ اُنہوں نے کہا حضرت امام عالی مقام نے اپنے نانا کے دین کے بقا اور دینِ اسلام کو ملوکیت سے بچانے کے لئے یزید کے ساتھ مقابلہ کیا۔ امام عالی مقام کا پیغام یہی ہے کہ حق وصداقت کے لئے کسی قربانی سے گریز نہ کرے چاہے اس کے لئے اپنی جان اور سب کچھ لٹانا بھی کیوں نہ پڑے۔ کربلا کا معرکہ حق وباطل کا زندہ جاوید معرکہ ہے۔ جس میں حق کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سُرخروئی حاصل ہوئی۔

رپورٹ: جی ایچ معروفی

جلسۂ اعتکاف نشینی:

موضع ہورچش وادیٔ شگر کا حسین وجمیل علاقہ ہے۔ ۱۸ فروری کو بعد نمازِ عشاء سہ روزہ اعتکاف نشینی کا اختتام نمازِ شکرانہ سے ہوا۔ جس کے بعد ایک شاندار جلسہ ہوا جس کی صدارت مولانا غلام رسول صاحب براہوی حال بندو نے کی جبکہ مہمان خصوصی علامہ مفتی علی محمد ہادی صاحب تھے۔ جلسہ کی ابتداء آخوند عبداللہ کی تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوئی۔ طالب علم محمد حسین نے بارگاہِ رسالت میں گلہائے عقیدت پیش کیا۔ مولانا محمد محسن فیضی نے عمل وریاضت پر تقریر کرتے ہوئے آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی سے اعتکاف کے بارے میں دلائل اور فضیلت بیان کی۔ جس کے بعد قاری غلام رسول صاحب میر اعتکاف نے رموزِ اعتکاف بیان کرتے ہوئے اس کی ترویج کو سلفِ صالحین کا مرغوب عمل قرار دیا۔ بے ثبات زندگی میں ایسے مرغوب اعمال کا بجالایا جانا اللہ تعالیٰ کے انعامات کا امیدوار ہونے کے مانند ہے۔ الحاج آخوند غلام عباس صاحب نے سورۂ انفال کی دو آیتیں جن میں مومن کے صفات بیان ہوئی ہیں کی تلاوت کرنے کے بعد اس کی تشریح اور تفصیل کے لئے قبلہ مفتی علی محمد ہادی صاحب کو دعوت دی۔ مفتی صاحب نے ترجمہ وتشریح کے ضمن میں فرمایا کہ ہر فردِ مسلم کو اپنے آپ میں اوصافِ مومن پیدا کرنے کی جستجو ہونی چاہئے۔ آپ نے شرکاء کو حتی الامکان ذکرِ خدا کی تلقین کی۔ مولانا غلام رسول براہوی نے اپنے صدارتی خطبے میں فرمایا کہ انبیاء وآئمہ دین کے تزکیہ نہ کرنے کا تصور باطل ہے۔ درحقیقت آدمؑ تا خاتمؐ تمام انبیاء واولیاء نے تزکیہ اختیار کیا تھا۔ اعتکاف تزکیہ نفس کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ آخر میں تمام مسلمانوں، پاکستان کی سلامتی اور سربلندی کے دُعائیں مانگی گئیں۔

رپورٹ: م۔ش۔کوروی

محمود آباد میں روحانی محفل:

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ محمود آباد کراچی میں یکم فروری کو ایک روزہ اعتکاف نشینی کے اختتام پر ایک پُر وقار روحانی محفل منعقد ہوئی۔ روحانیت کی اس ریاضت میں ۲۲ خوش نصیبوں نے حصہ لیا۔ معتکفین میں عوامی کالونی کورنگی کے ناظم محمد حسن دلشاد بھی شامل تھے۔ قبلہ بو حسن صاحب کی دلسوز دعائیہ کلمات پر یہ اعتکاف نشینی کی یہ مجلس اختتام کو پہنچی۔ اختتامی جلسہ میں کثیر تعداد میں تصوف کے پروانوں نے پُرتپاک طریقے سے معتکفین کا استقبال کیا۔ مولانا محمد باقر نے تلاوتِ کلامِ پاک سے محفل کا آغاز کیا۔ آخوند رسول سرمیکی اسٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ نوجوانوں کی شاندار جوش وخروش اور جذبۂ ایمانی کو دیکھ کر سیکرٹری صاحب نے کہا کہ آج ہمیں ایک روحانی خوشی حاصل ہورہی ہے۔ آج نوجوانوں نے یہ ثابت کر کے دکھایا کہ ہم نوربخشی نظریات اور شاہ ہمدانؒ اور شاہ سید محمد نوربخشؒ کی تعلیمات کو عام کرنے میں کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرینگے۔ مدرسہ شاہ ہمدانؒ کے مدرس جناب مولانا محمد افضل معروفی نے اپنے خطاب میں تزکیہ نفس کی رفعت ومنزلت پر روشنی ڈالتے ہوئے اعتکاف نشینی کو تزکیہ نفس کا بہترین نمونہ قرار دیا۔ مولانا علی محمد محمدی صاحب نے سلفِ صالحین کی احوال ریاضت بیان کرتے ہوئے عظمتِ رفتہ کو اجاگر کیا۔ جامع مسجد کے امام جمعہ والجماعت قبلہ مولانا عبدالحلیم کوروی صاحب نے حضور اور سیرت علی کی اخلاقی نمونے کی مثالیں دے کر اخلاقیات پر روشنی ڈالی۔ مولانا اشتیاق حسین کوروی نے ذکر وفکر کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالی۔ دعائے خیر کے ساتھ یہ روحانی تقریب اختتام کو پہنچی۔

رپورٹ: سلمان علی شگری

اردو یونیورسٹی، کراچی

فلاحی تنظیم سرموں کا اجلاس:

نوجوانانِ فلاحی تنظیم سرموں ترکری، کراچی کا ایک جنرل باڈی اجلاس تنظیم کے صدر غلام حسین کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں مہمانِ خصوصی علی محمد محمدی اور مولانا محمد اسماعیل اور کراچی میں مقیم ترکری کے نوجوانوں کے ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اجلاس میں تنظیم کی کارکردگی رپورٹ سال ۲۰۰۳ء پیش کی گئی اور آئندہ کے لئے مثبت فیصلے کئے گئے۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے تنظیم کی کارکردگی کی تعریف کی اور مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

رپورٹ: جنرل سیکرٹری

تقریب بسلسلۂ یوم والدین

مورخہ ۲۷ مارچ ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ کو پرائمری سکول یوچنگ میں ایک تقریب بسلسلۂ یوم والدین زیرِ صدارت مولانا محمد ابراہیم فیضی منعقد ہوا جبکہ مہمانِ خصوصی علی محمد چیئرمین دیہی کونسل یوچنگ تھے۔ تقریب میں طلباء وطالبات کے علاوہ عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ سعادت حسین طالب علم اسکول ہذا نے تلاوتِ کلامِ پاک سے باقاعدہ آغاز کی۔ محمد بشیر نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں نعت پیش کیا۔ مولانا محمد بشیر آفتاب مدرس سکول ہذا نے اپنی تقریر میں علم کی اہمیت وافادیت، اساتذہ اور والدین کی ذمہ داریوں پر مفصل روشنی ڈالی۔ اس موقع پر سالانہ نتائج کا اعلان کیا گیا۔ امسال سکول ہذا کا مجموعی نتیجہ 95% فیصد رہا۔ صدارتی خطبہ دیتے ہوئے مولانا محمد ابراہیم فیضی صاحب نے والدین اور بچوں سے دورِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے کے لئے حصولِ علم کی ضرورت پر زور دیا۔ آخر میں پوزیشن ہولڈر بچوں میں انعامات تقسیم کی گئیں۔

رپورٹ: محمد ابراہیم فیضی

انا عند منکسرۃ قلوبہم

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس پایا جاتا ہوں)

حدیث قدسی

نامۂ سالک

قارئین کے خطوط

مولانا محمد انور تھلوی

رسالے کے تسلسل اور بقا کے لئے ہم اپنے طور پر تگ و دو جاری رکھے ہوئے ہیں جبکہ آمدن و خرچ میں توازن رکھنا اور لوگوں کی دلچسپی کو ملحوظ رکھتے ہوئے ادارتی مشن کو جاری و ساری رکھنا اراکینِ ادارت کی ذمہ داری ہے۔ ہمیں فلاح عامہ کے مقاصد میں ذہنی اور قلبی ہم آہنگی اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ سرگرم شخصیات کو چاہئے کہ ایک دوسرے کے لئے دلوں میں پیار، محبت اور مودت قائم رکھیں۔ ہمیں اس بات پر فخر کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائی۔

تمام رفقائے ادارت کو سلام عرض۔

غلام نبی شاہین،

نمائندہ نوائے صوفیہ، سعودی عرب

مجاہد حسین کاوش کی قلمی جہاد قابلِ صد تعریف ہے۔ "رشحات قلم" کے لئے ایک مضمون "روشن مستقبل" کے نام سے ارسال خدمت ہے۔ اصلاح کر کے شائع کریں۔

سلمان علی شگری

اردو یونیورسٹی کراچی

نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کا مستقل قاری ہوں اور ہر ایک شمارے کو اپنے پاس محفوظ رکھا ہوا ہے۔ جن کو فارغ اوقات میں بہت ذوق و شوق سے پڑھتا ہوں۔ جن میں سے مجھے تصوف کی خبریں بہت پسند ہے۔

شیر علی فیضی، براہوی

متعلم مدرسہ شاہ ہمدان، سکردو

فیض بخش ہاسٹل کے تمام اسٹوڈنٹس اس انفرادی خصوصیات سے مزین، مذہبی اور معاشرتی معلومات سے بھرا دلچسپ اور سبق آموز مضامین پر مشتمل رسالہ "نوائے صوفیہ" کے دلدادہ ہیں۔ لو کے تمام مضامین بڑے ذوق سے پڑھتے ہیں۔ خصوصاً "آپ کے مسائل اور ان کا حل" سے بہت ساری شرعی مسائل سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ فیض بخش ہاسٹل نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہے۔ فیض بخش ہاسٹل کے تعارف پر ایک مضمون بھی ارسال خدمت ہے۔ شامل اشاعت کر کے حوصلہ افزائی فرمائیں۔

رحمت اللہ، چیئرمین

فیض بخش ہاسٹل، کراچی

یورپین کلچر کے غلبہ و تشہیر کے اس برق رفتار اور پر آشوب دور میں جہاں انسان مادہ پرستی اور دنیاداری میں مستغرق نظر آتے ہیں وہاں گلشن تصوف کی آبیاری اور مسلک صوفیہ نوربخشیہ کو عالمی سطح پر متعارف کرانے کے سلسلے میں نوائے صوفیہ کی کاوشیں سنہرے حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ ہمیں نوائے صوفیہ کے ان باصلاحیت لکھاریوں پر فخر حاصل ہے جو معیاری اور جامع مضامین رقم کرنے پر کمال قدرت رکھتے ہیں۔ خاص کر محترم علامہ صاحب کے قلم میں دریا کی سی روانی اور تحریروں میں سمندر کی سی گہرائی ہوتی ہے۔

محمد باقر وائس پرنسپل

المشرق پبلک سکول سرمیک

نوائے صوفیہ کو کامیاب طریقے سے قائم ودائم رکھنے پر کاوش صاحب کو مبارک باد۔ ایک گذارش ہے کہ جب کوئی مقالہ لکھا جاتا ہے تو کمزور روایات کو دلیل کے طور پر نہ لکھیں بلکہ مستند اور متفق الیہ روایات کو زیر تحریر لائیں۔ مثلاً حالیہ شمارہ میں کاوش صاحب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے جوانمردی کے بارے میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے شان میں لافتیٰ نازل ہوئی۔ جبکہ اللہ کا کلام قرآن مجید ہمارے درمیان موجود ہے، اس میں ایسی کوئی آیت نہیں ملتی جس میں اس واقعہ کی طرف کوئی اشارہ ہو۔ رسالے میں تاریخ اسلام کے حوالے سے بھی صفحہ متعارف کرائی جائیں۔ پچھلے دنوں نمائندوں کی فہرست اور واجب الادا بقایاجات کی نوٹس موصول ہوئی، یہ ایک اچھا اقدام ہے، اسی سلسلے میں استدعا ہے کہ جن نمائندوں سے بقایاجات موصول ہوں ان کے نام ضرور شائع کئے جائیں تاکہ دوسرے نمائندوں میں بھی احساس ذمہ داری پیدا ہو۔

ماسٹر شکور علی،
نمائندہ چپلو، گانچھے

﴿قبلہ ماسٹر صاحب! آپ کی مثبت سوچ اور اصلاحی تجاویز کے ہم قدرداں ہیں جبکہ آئین جوانمردی کے مضمون لافتیٰ کے ضمن میں عرض یہی ہے کہ شرع محمدیؐ میں بہت سارے احکام ومسائل اور حکایات احادیث قدسی سے بھی ثابت ہیں۔ لہٰذا جن احکام اور حکایات کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور ان کا ذکر قرآن مجید میں نہ ملے تو انہیں احادیث قدسی کا حصہ سمجھا جانا چاہئے۔﴾



میر واعظ سید شہاب الدین مجالس محرم سے خطاب کر رہے ہیں



سامعین مجلس محو سماعت ہیں

Monthly Nawa-i-Sufia International

Statement Showing Income and Expenditure

S.No	Month & Year	Opening Balance with Income	Expenditure	Closing Balance	Remarks
1.	September,1994	Rs.4070.00	Rs.3995.00	Rs.075.00	
2.	October,1994	Rs.6994.00	Rs.5067.00	Rs.1927.00	
3.	November,1994	Rs.5957.00	Rs.6408.00	-	Rs.451.00 loss
4.	December,1994	Rs.5624.00	Rs.6825.00	-	Rs.1201.00 loss
5.	January,1995	Rs.7864.00	Rs.7352.00	Rs.512.00	
6.	February,1995	-	-	-	
7.	March,1995	Rs.9579.00	Rs.6105.00	Rs.3579.00	
8.	April,1995	Rs.5733.00	Rs.6312.00		Rs.579.00 loss
9.	May,1995	Rs.13003.00	Rs.8097.00	Rs.4906.00	
10.	June,1995	Rs.8248.00	Rs.6185.00	Rs.3063.00	
11.	July,1995	-	-	-	
12.	August,1995	Rs.12936.00	Rs.11936.00	Rs.1000.00	
13.	September,1995	Rs.7779.00	Rs.7118.00	Rs.551.00	
14.	October,1995	Rs.9345.00	Rs.9812.00	Rs.467.00	
15.	November,1995	Rs.8055	Rs.7410.00	Rs.645.00	
16.	December,1995	Rs.9046.00	Rs.9698.00	-	Rs.652.00 loss
17.	January,1996	Rs.9167.00	Rs.9595.00	-	Rs.428.00 loss
18.	February,1996	Rs.14153.00	Rs.8916.00	Rs.5236.00	
19.	March,1996	Rs.18732.00	Rs.8512.00	Rs.10220.00	
20.	April,1996	Rs.11812.00	Rs.7934.00	Rs.3941.00	
21.	May,1996	Rs.10346.00	Rs.8152.00	Rs.2194.00	
22.	June,1996	Rs.9914.00	Rs.10276.00	-	Rs.362.00 loss
23.	July,1996	Rs.8430.00	Rs.8306.00	Rs.34.00	
24.	August,1996	Rs.11561.00	Rs.9317.00	Rs.2244.00	
25.	September,1996	Rs.13278.00	Rs.2920.00	Rs.10358.00	
26.	October,1996	Rs.15843.00	Rs.8998.00	Rs.6845.00	
27.	November,1996	Rs.14149.00	Rs.7254.00	Rs.6845.00	
28.	December,1996	Rs.13284.00	Rs.8800.00	Rs.4484.00	
29.	January,1997	Rs.12109.00	Rs.7288.00	Rs.4821.00	
30.	February,1997	Rs.16003.00	Rs.7278.00	Rs.8725.00	
31	March,1997	Rs.17329.00	Rs.7227.00	Rs.10102.00	
32.	April,1997	Rs.11398.00	Rs.211.00	Rs.11187.00	
33.	May,1997	Rs.39218.00	Rs.7291.00	Rs.31927.00	
34.	June,1997	Rs.37599.00	Rs.7558.00	Rs.30041.00	
35.	July,1997	Rs.41823.00	Rs.8308.00	Rs.33515.00	
36.	August,1997	Rs.37115.00	Rs.7705.00	Rs.29410.00	
37.	September,1997	Rs.34513.00	Rs.6229.00	Rs.28284.00	
38.	October,1997	Rs.33991.00	Rs.8091.00	Rs.25900.00	
39.	November,1997	Rs.37838.00	Rs.1374.00	Rs.36464.00	
40.	December,1997	Rs.37294.00	Rs.8227.00	Rs.29067.00	
41.	January,1998	Rs.39926.00	Rs.8195.00	Rs.31731.00	

S.No	Month & Year	Opening Balance with Income	Expenditure	Closing Balance	Remarks
42.	February,1998	Rs.34913.00	Rs.8788.00	Rs.26125.00	
43.	March,1998	Rs.31038.00	Rs.11791.00	Rs.19247.00	
44.	April,1998	Rs.32072.00	Rs.2023.00	Rs.30049.00	
45.	May,1998	Rs.32011.00	Rs.8118.00	Rs.23893.00	
46.	June,1998	Rs.91490.00	Rs.8510.00	Rs.82980.00	
47.	July,1998	Rs.90060.00	Rs.10161.00	Rs.79899.00	
48.	August,1998	Rs.85104.00	Rs.11478.00	Rs.73626.00	
49.	September,1998	Rs.75645.00	Rs.709.00	Rs.74936.00	
50.	October,1998	Rs.77843.00	Rs.8684.00	Rs.69159.00	
51.	November,1998	Rs.70857.00	Rs.1793.00	Rs.69064.00	
52	December,1998	Rs.73277.00	Rs.8161.00	Rs.65116.00	
53.	January,1999	Rs.74340.00	Rs.10089.00	Rs.64251.00	
54.	February,1999	Rs.85959.00	Rs.1444.00	Rs.84515.00	
55.	March,1999	Rs.126784.00	Rs.56669.00	Rs.70115.00	
56.	April,1999	Rs.78844.00	Rs.9134.00	69710.00	
57.	May,1999	Rs.71927.00	Rs.8604.00	Rs.63323.00	
58.	June,1999	Rs.69874.00	Rs.8160.00	Rs.61714.00	
59.	July,1999	Rs.77824.00	Rs.8186.00	Rs.69638.00	
60.	August,1999	Rs.72262.00	Rs.9378.00	Rs.60260.00	
61.	September,1999	Rs.62782.00	Rs.847.00	Rs.61935.00	
62.	October,1999	Rs.63960.00	Rs.8775.00	Rs.55185.00	
63.	November,1999	Rs.56700.00	Rs.7546.00	Rs.49154.00	
64.	December,1999	Rs.51764.00	Rs.7657.00	Rs.44112.00	
65.	January + Feb.2000	Rs.53642.00	Rs.7973.00	Rs.45669.00	
66.	March,2000	Rs.48339.00	Rs.10036.00	Rs.38303.00	
67.	April + May,2000	Rs.41795.00	Rs.8763.00	Rs.33032.00	
68.	June,2000	Rs.42497.00	Rs.7748.00	Rs.34749.00	
69.	July + August,2000	Rs.36593.00	Rs.8637.00	Rs.27956.00	
70.	September + October, 2000	Rs.32723.00	Rs.7922.00	Rs.24801.00	
71	November + December 2000	Rs.28612.00	Rs.9882.00	Rs.18730.00	
72	Januar,2001	Rs.25369.00	Rs.11026.00	Rs.14343.00	
73	February + March 2001	Rs.20573.00	Rs.8560.00	Rs.12013.00	
74	April +May,2001	Rs.17217.00	Rs.9422.00	Rs.7795.00	
75	June + July,2001	Rs.10975.00	Rs.8907.00	Rs.2068.00	
76	August,2001	Rs.32974.00	Rs.9739.00	Rs.23235.00	
77	Sep, Oct & November .2001	Rs.27415.00	Rs.10607.00	Rs.16808.00	
78	Dec. 01 & January 2002	Rs.24384.00	Rs.9626.00	Rs.14758.00	

S.No	Month & Year	Opening Balance with Income	Expenditure	Closing Balance	
79	Feb, March & April 2002	Rs.20518.00	Rs.9044.00	Rs.11474.00	
80	May, June & July, 2002	Rs.17999.00	Rs.9261.00	Rs.8738.00	
81	August & Sept. 2002	Rs.30438.00	Rs.17297.00	Rs.13141.00	
82	October 02	Rs.26346.00	Rs.14992.00	Rs.11354.00	
83.	November & December,2002	Rs.21689.00	Rs.13860.00	Rs.7829.00	
84	January, 2003	Rs.24459.00	Rs.18311.00	Rs.6148.00	
85	Feb & March 2003	Rs.41698.00	Rs.14473.00	Rs.27225.00	
86	April & May 2003	Rs.29980.00	Rs.13218.00	Rs.16762.00	
87	June,July & Aug, September 03	Rs.22680.00	Rs.10822.00	Rs.11858.00	
88	Oct & Nov 2003	Rs.15563.00	Rs.7409.00	Rs.8154.00	
89	Dec.03 +January04	Rs.76142.00	Rs.8253.00	Rs.67889.00	

نوٹ

۱۹۹۰ میں نوائے صوفیہ کے نام سے ایک سہ ماہی پمفلٹ کا اجرا ہوا تھا جس کی ابتدائی ادوار کی اشاعتی رفتار کو دیکھ کر یہ یقین نہیں کیا جا سکتا تھا کہ یہ کسی دن ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کے نام سے افق صحافت پر نمودار ہوگا تاہم بانی کارکنوں کی دلچسپی کی وجہ سے ۱۹۹۲ میں حکومت سے ڈیکلریشن لینے کے بعد پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد سے احیائے تصوف کا علمبردار کی حیثیت سے نوائے صوفیہ نے میدان صحافت میں قدم رکھا آج یہ رسالہ مقبول رسالوں میں شمار ہوتا ہے اور دنیا کے کئی ممالک میں اس کے قارئین بڑی دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ قارئین خصوصاً نمائندہ حضرات کی معلومات کے لئے اس رسالہ کی آمدن واخراجات کا حساب کتاب ستمبر ۱۹۹۲ سے ابتک کی تفصیل شائع کی جاری ہے چونکہ ابتداء ہی سے اس رسالہ کی اکاؤنٹس کا کام میرے ذمے رہی ہے لہذا اس کی آمدن واخراجات کی تفصیل قارئین کے سامنے پیش کرنا ضروری سمجھا جس کی تفصیل اکاؤنٹس بک کے مطابق پیش خدمت ہے اگر کسی قسم کی تجاویز ہو تو اس کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ تمام نمائندہ حضرات سے گذارش ہے کہ اگر انکے پاس رسالہ کا کوئی رقم موجود ہے تو برائے مہربانی درج ذیل پتہ پر منی آرڈر کریں تاکہ ریکارڈ درست کرسکے۔ اور نمائندہ حضرات سے یہ بھی گذارش ہے کہ وہ اپنا مختصر تعارف کے ساتھ تصویر بھی ارسال کریں انشاءاللہ شائع کیا جائے گا۔

بی ایچ معروفی فنانس منیجر
نوائے صوفیہ انٹرنیشنل
۶۷۔ڈی اسٹریٹ نمبر ۱۲ جی سکس تھری ٹو اسلام آباد

KARACHI

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

ایڈریس: مکان نمبر A-358، سیکٹر G-6/1-1، اسلام آباد

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

قارئین کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قرآن حکیم میں نٓ والقلم وما یسطرون ○ سے بجا طور پر نشر و اشاعت کی عظمت اور اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ دینی اشاعت کے فریضے کو زمانہ رسالت سے ہی نمایاں اہمیت حاصل رہی ہے۔ اسوۂ حسنہ سے اجاگر ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کے بے شمار اصحاب کرامؓ کا اشاعت اسلام میں ہمہ تن کوشاں رہنا معمول تھا۔ چالیس صحابہ کرامؓ آپ ﷺ نے کاتبان وحی کی حیثیت سے خاص طور پر اشاعتی مقصد کے لئے مقرر فرمایا۔ اس طرح تاریخ نے رسول اللہ ﷺ کے تقریباً تین سو خطوط محفوظ کئے ہیں۔ اسی اسوۂ حسنہ پر بزرگان دین بھی عمل پیرا رہے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے منشاء کے عین مطابق اسلامی آفاقیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اشاعتی امور انجام دیئے۔ حضرت نجم الدین کبریٰ، شیخ علاؤالدولہ سمنانی، امام محمد غزالی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ عبدالقادر جیلانی، امیر سید علی ہمدانی اور سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہم جیسے جلیل القدر بزرگان دین نے دین مبین کی استحکام اور اس کی اشاعت کے لئے درجنوں کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ملک میر سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مساعی جو کہ فقہ احوط الفقہ فرما کر اشاعتی تکمیلیت کی مہر ثبت کر دی۔ اس طرح ہمیں اپنے مقاصد کی تکمیل میں سلف صالحین کی شاندار عہد رفتہ (Antiquity) کو پیش نظر رکھنا ہوگا کہ ایک زمانہ تھا کہ نوربخشی تعلیمات و عملیات چہار دانگ عالم میں رائج ہو رہے تھے۔ مگر افسوس اسلاف صالحین کی اشاعتی جد و جہد کے مقابلے میں اس وقت اہل صوفیہ نوربخشیہ ذرائع ابلاغ عامہ کے اہم ترین شعبے میں بہت پیچھے ہے اور اس طرح کی غیر یقینی صورت حال کسی بھی مسلک کی بقاء کے لئے باعث تشویش ہے۔

۸۰ کے عشرے میں نوائے صوفیہ کے نام سے ایک سہ ماہی رسالہ کا اجراء ہوا تھا۔ جس کے ابتدائی ادوار کی مخدوش اشاعتی رفتار کو دیکھ کر یہ یقین نہیں کیا جا سکتا تھا کہ کسی دن یہ رسالہ "ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل" کے نام سے افق صحافت پر تاباں ہوگا۔

نوائے صوفیہ کا آغاز حضرت علامہ محمد بشیر مدظلہ العالی کی سرپرستی میں محض ایک غیرت دینی اور حمیت ملی کے نتیجے میں ہوا تھا اور آج بلاشبہ ہم اسے عصر حاضر کے مستند اور معیاری رسالوں میں گردان سکتے ہیں۔ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل عصر حاضر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تعلیمات شاہ سید اور شاہ ہمدان عام کرنے کی غرض سے اشاعتی فریضہ بحسن و خوبی انجام دے رہا ہے۔ یہ رسالہ اس وقت "رفع اختلاف من بین الامۃ" اور "اتحاد بین المسلمین" کی مشن میں قائدانہ کردار ادا کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا کے کئی ممالک میں پھیلے ہوئے تشنگان تصوف علم و عرفان کے اس بیکراں چشمے سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔

نئی انتظامیہ رسالے کو زیادہ سے زیادہ شراکتی (Participatory) بنانے کی خواہاں ہے کہ رسالے میں زیادہ سے زیادہ لکھاریوں کے تخلیقات شائع ہوں تا کہ رسالے کی جامعیت اور آفاقیت میں نکھار پیدا ہو اور جملہ نوربخشی جذبات کی ترجمانی ہو۔ بالخصوص آپ جیسے نامور چند شخصیات پر احیائے تصوف اور اتحاد بین المسلمین کے اس مشن کے سلسلے میں بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ فی الوقت آپ کے اس محبوب رسالے کی بروقت اشاعت کے لئے مالی اور اشاعتی دونوں تعاون درکار ہیں۔ اس سلسلے میں ادارہ آپ سے قلمی تعاون کا طلبگار ہے۔ رسالے کی بروقت اشاعت نہ ہونے کی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ بروقت قلمی مواد دستیاب نہ ہونا ہے۔ یہ صورت حال نوربخشی اہل قلم اور اہل تحقیق حضرات کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ مسلک میں فکری جمود کی اس افسوسناک صورت حال کا ہم میں سے ہر ایک کو نوٹس لینا چاہئے اور حق المقدور اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ ادارہ نوائے صوفیہ امید کرتا ہے کہ آپ دنیائے تصوف کے اس اہم جریدے کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے پوری دنیا میں احیائے تصوف اور تشہیر و ترویج مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے کاز کو تقویت بخشیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی توفیق خدمت عطا فرمائے۔ آگاہ رہے! کہ نوائے صوفیہ کرۂ ارض پر نوربخشی اشاعتی امیدوں کا آخری سہارا ہے۔

خیر اندیش

لیاقت علی خان
انچارج شعبہ تحریر و مراسلات
ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل